بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

# تناسخ یا آواگون

## تمہید

ہمارے پاس بعض متلاشیان حق کی طرف سے تواتر و اصرار کے ساتھ درخواستیں آئی ہیں۔ کہ مسئلہ تناسخ پر سیر کن بحث کیجائے۔ اور اسکے ماننے والوں کے دلائل کی تردید کی جائے ایسے احباب کے مطالبات کا بہترین جواب یہی ہے۔ کہ اس مسئلہ کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ کی تحریروں سے وہ دلائل جمع کر دیئے جائیں۔ جو تصانیف کے صفحات کی تزیین اور ان تصانیف کے مطالعہ کرنے والوں کی تسکین کا تو باعث ہیں مگر انسے اکثر لوگ سلسلہ کی کتابیں نہ پڑھنے کے سبب ناواقف ہیں۔

**ابھی ہمارے پیش نظر آریہ عقائد ہیں۔**

واضح رہے۔ کہ تناسخ کے ماننے والے لوگ بھی مختلف فرق میں منقسم ہیں اور بار بار جنم لینے کو مختلف پیرایوں میں مانتے ہیں۔ ہمارا ارادہ ہے کہ ہر فرقہ کے عقاید پر بحث کریں۔ مگر بر دست ہم ان عقائد کو لیتے ہیں جو ہمارے تعلیم یافتہ ہموطن آریہ صاحبان پیش کیا کرتے ہیں۔ اور انہیں اصولاً مسئلہ تناسخ پر کافی بحث ہو جاتی ہے۔

**تناسخ کی بنیاد**

آریہ صاحبان کو مخاطب کرکے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ "آپکا مسئلہ تناسخ

اس بنا پر گھڑا گیا ہے۔ کہ یہ ترتیب عالم جو بالفعل موجود ہے۔ یہ سب بقول آپ کے حقیقت میں انسانی روحیں ہیں جنہوں نے کسی جنم گذشتہ کی شامت سے بطور تناسخ یہ صورتیں اختیار کرلی ہیں'' یعنی یہ کہ حیوانات۔ نباتات۔ سیارے اور ستارے تمام موجودات عالم دراصل انسانی روحیں ہیں جو اپنے کرموں یعنی اعمال کے باعث موجودہ شکلیں اختیار کیے ہوئے ہیں۔

**تناسخ کا عقیدہ قانونِ قدرت کے منافی ہے**

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سرمہ چشم آریہ میں فرماتے ہیں :۔

''اے حضرات آریہ صاحبان! آپ کا مسئلہ تناسخ تب قائم رہ سکتا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ کو اس کے مختارانہ کاموں اور ارادی قدرتوں سے اور اختیاری تصرفات سے اور ذاتی طاقتوں اور ذاتی قوتوں سے ازل سے ابد تک معطّل اور بیکار اور عاجز اور لاچار سمجھا جائے پس اس سے ظاہر ہے۔ کہ آپ لوگوں کا آواگون خدائے تعالیٰ کے قانونِ قدرت کا ضد پڑا ہوا ہے اور ضد بھی ایسی ضد کہ ایک کے ماننے سے دوسرا قائم نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ اگر خدائے تعالیٰ کے قادرانہ تصرفات کو تسلیم کیا جائے اور یہ مان لیا جائے۔ کہ اس نے تمام اجرام علوی اور اجسام سفلی کو اپنی قدرت ربوبیت سے پیدا کرکے اجزائے عالم کو باہم انضباط بخشا ہے اور محض اپنی قدرتِ کاملہ اور خاص اپنے ہی ارادہ اور مشیت سے تمام چیزوں مادی وغیر مادی کو ایک پُر حکمت سلسلۂ انتظام میں خود اپنی حکیمانہ مصلحت سے منسلک کیا ہے تو یہ مان لینا جس کا نام دوسرے لفظوں میں قانونِ قدرت ہے آپ کے اصولِ تناسخ کی بیخکنی کرتا ہے وجہ یہ کہ آپکا مسئلہ تناسخ اس بنا پر گھڑا گیا ہے کہ یہ ترتیب عالم جو بالفعل موجود ہے پرمیشر کے ارادے اور قدرت سے نہیں اور نہ اسکی حکمت اور مصلحت سے۔ بلکہ گنہگاروں کے گناہ نے یہ مختلف صورتوں کی چیزیں پیدا کردی ہیں جسمیں پرمیشر کا ذرہ دخل نہیں۔ مثلاً گائے جو دودھ دیتی ہے یا گھوڑا جو سواری کے کام آتا ہے یا گدھا جو بوجھ اٹھاتا ہے یا زمین جس پر ہم آباد ہیں یا چاند اور سورج جو دو چمکتے ہوئے چراغ اپنی مختلف قوتوں اور خاصیتوں سے انواع اقسام کے فوائد دنیا کو پہنچاتے ہیں یا گیہوں اور چنے اور چانول وغیرہ ماکولات جنکو ہم کھاتے ہیں یہ بقول آپ (آریہ صاحبان) کے حقیقت میں انسانی روحیں ہیں جنہوں نے کسی جنم گذشتہ کی شامت سے بطور تناسخ یہ صورتیں اختیار کرلی ہیں اور یہ سارا مجمع مختلف چیزوں کا جو زمین و آسمان میں نظر آتا ہے یہ سب حسب اصول

آپ لوگوں کے اتفاقی ہے جسمیں پرمیشر کے ارادہ اور قدرت کا سرِمو دخل نہیں اور نہ اسکو ان چیزوں کے زیادہ یا کم کرنے یا موجود یا معدوم کرنے کا ایک ذرہ اختیار ہے اور آپ لوگوں کے خیال میں یہ جما ہوا ہے کہ اگر انسانی روحیں مرتکب گناہوں کی نہ ہوتیں تو یہ چندیں ہزار عالم مخلوقات جو نظر آرہا ہے۔ ان میں سے ایک بھی نہ ہوتا گویا ہر یک آرام دنیا کا بزعم آپ لوگوں کے بدکاریوں سے ہی میسر آتا ہے اور تمام دنیوی نعمتوں کے حاصل ہونے کا اصل موجب بدکاریاں ہی ہیں کوئی شخص گناہ کرکے گائے کے جنم میں آئے تو آپ دودھ پئیں اور پھر کسی بدکاری سے گھوڑی کا جنم لے تو آپکو سواری میسر ہو اور پھر کسی خصلت کے گدھے یا خچر یا اونٹ کی جون میں پڑے تو آپ کی باربرداری کا کام چلے۔ پھر اگر کوئی ایسا بُرا کام کرے جسکی سزا میں اسکو عورت کی جون میں ڈالا جائے تو آپ لوگوں کو جورو نصیب ہو۔ اور اگر کوئی شخص کسی شامت گناہ سے مرے تب ہی روح اسکی بیٹا یا بیٹی بنکر آپ کو صاحبِ اولاد بنائے۔ اس سے ثابت ہوا کہ بموجب اصول آپکے تمام سلسلہ خدائی کا گناہوں کے طفیل ہی چل رہا ہے۔ اور اگر گناہ ظہور میں نہ آتے تو پرمیشر تو کچھ چیز ہی نہیں تھا اور اسکی قدرتیں اور حکمتیں سب ہیچ اور بے حقیقت تھیں۔ پس آپکو تو قانونِ قدرت کا نام ہی نہیں لینا چاہیئے۔ کیونکہ قانونِ قدرت کا تو یہ ضروری تقاضا ہے کہ تمام اجزائے عالم بحکم اس واضع قانون کے روزِ ازل سے باہم انضباط یافتہ ہیں یہ نہیں کہ کسی اتفاقی شامت سے یہ ہزاروں قسم کی مخلوقات پیدا ہوگئی ہو اور اگر یہ اتفاق نہ ہوتا تو پیدا ہونے سے رہ جاتے اور پرمیشر گو کیسا ہی اُن چیزوں کے پیدا کرنے کے لیئے ارادہ کرتا مگر کچھ بھی نہ ہوسکتا۔ غرض جب آپکا ایمان اور دھرم آپکو ایسی ایسی تعلیمیں دے رہا ہے تو اس جگہ پرمیشر کی قدرتوں کا کیا ذکر۔ اور قانونِ قدرت کے نام لینے کا کونسا محل ہے۔ کیونکہ قدرت یا قانونِ قدرت تو اسے کہتے ہیں کہ اوّل اس مالک کی خالقانہ طاقتوں اور قادرانہ تصرفات اور مختارانہ کاموں کو تسلیم کرکے پھر اس سلسلہ ظہور طاقتوں کو قانونِ قدرت سے ملقب کیا جائے مگر اس جگہ تو وہ بات ہی نہیں رہی اور پرمیشر صرف نام کا پرمیشر رہ گیا ہے۔ جسکو ایک ذرہ کے پیدا کرنے کی بھی طاقت نہیں ؎

## تناسخ کا عقیدہ نجات ابدی کا انکار سکھاتا ہے

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نسیم دعوت میں آریہ سماج کے اس عقیدہ کا کہ نجات ابدی نہیں ہوتی ۔ ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

" ایسا ہی آریہ صاحبان خود اقراری ہیں کہ انکے پرمیشر کو اپنے فیض الوہیت میں کمال تام حاصل نہیں کیونکہ وہ ہمیشہ ناقص طور پر لوگوں کو مکتی خانہ میں داخل کرتا ہے اور پھر کچھ مدت کے بعد ناکردہ گناہ مکتی خانہ سے باہر نکال لیتا ہے تا سلسلہ تناسخ میں کچھ فرق نہ آوے اسلئے اسکی سزا اور رحمت کا قاعدہ بھی خود غرضی کی آمیزش اپنے اندر رکھتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر میں رحمت تامہ سے کام لوں اور سب کو ہمیشہ کیلئے نجات دیدوں تو سلسلہ تناسخ ہمیشہ کے لیئے بند ہو جائیگا تو پھر بعد میں بیکار بیٹھنا پڑیگا کیونکہ جس حالت میں روحیں محدود ہیں یعنی انکے شمار کی ایک مقدار تک حد مقرر ہے تو اس صورت میں اگر ایک بھگت کو جو عبادت میں اپنی تمام عمر بسر کرتا ہے نجات ابدی دیجائے تو ظاہر ہے کہ جو روح نجات پا گئی وہ ہاتھ سے گئی اور تناسخ کے چکر سے آزاد ہوئی پس بالضرورت ایک دن ایسا آجائیگا کہ سب روحیں ہمیشہ کے لیئے نجات پا جائیں گی اور یہ تو خود مانا ہوا مسئلہ ہے کہ پرمیشر روح پیدا کرنے پر قادر نہیں ۔ پس اس صورت میں بجز اسکے کیا نتیجہ ہو سکتا ہے کہ کسی دن تمام روحوں کے دائمی مکتی پانے کے بعد پرمیشر گری کا تمام سلسلہ معطل پڑ جائے ۔ اور تناسخ کے لیئے ایک روح بھی اسکے ہاتھ میں نہ رہے پس اس تمام تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ آریہ صاحبان کا پرمیشر جیسا کہ روحوں کے پیدا کرنے پر قادر نہیں ایسا ہی وہ روحوں کو نجات ابدی دینے پر بھی قادر نہیں کیونکہ اگر وہ روحوں کو نجات ابدی دیدے تو اسکا تمام سلسلہ ٹوٹتا ہے اسلیئے اپنی تمام عملداری کے محفوظ رکھنے کیلیئے بخل کی عادت کو اس نے لازم پکڑ لیا ہے اور اپنے راستباز پرستاروں کے ساتھ بخیلوں کی طرح کارروائی کرتا ہے اور بار بار عزت کے بعد انکو ذلت دیتا ہے اور تناسخ کے چکر میں ڈالکر مکروہ در مکروہ موتوں میں انکو ڈالتا ہے محض اسلیئے کہ تا اسکی عملداری میں فرق نہ آوے ۔ اس بات کا آریہ صاحبوں کو خود اقرار ہے کہ اس نے بارہا دنیا کے کل انسانوں کو نجات دیدی ہے مگر پھر کچھ مدت کے بعد اس

نجات خانہ سے باہر نکالکر طرح طرح کی جونوں میں اُنکو ڈالدیا ہے آپ آریہ صاحبان ناراض نہ ہوں ہم ادب سے عرض کرتے ہیں اور جہاں تک ہمیں نرم الفاظ مل سکتے ہیں انہیں ہماری یہ گذارش ہے کہ اس عقیدہ پر ایک سخت اعتراض ہوتا ہے اور ہم امید نہیں کرتے کہ اس اعتراض کا کوئی آریہ صاحب صفائی سے جواب دے سکیں اور اگر جواب دیں تو ہم خوشی سے سنیں گے اور اعتراض یہ ہے کہ جبکہ خود غرضی کی ضرورت کی وجہ سے پرمیشر کی یہ عادت ہے کہ وہ مکتی خانہ میں ہمیشہ لوگوں کو رہنے نہیں دیتا اور پھر طرح طرح کی جونوں میں ڈالتا ہے تو ان مختلف جونوں سے ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی یعنی جو لوگ پرمیشر کے سچے بھگت ہو کر نجات پا چکے ہیں اب مکتی خانہ سے باہر نکالنے کے وقت کسی کو مرد بنانا اور کسی کو عورت اور کسی کو گائے اور کسی کو بیل اور کسی کو کتّا اور کسی کو سؤر اور کسی کو بندر اور کسی کو بھیڑیا اس میں خلاف عدالت طریق معلوم ہوتا ہے خصوصاً جس حالت میں ہر ایک مکتی پانے والا سخت امتحان کے بعد مکتی پاتا ہے اور کروڑ ہا برس تناسخ کے چکر میں رہکر پھر کہیں اس مراد تک پہنچتا ہے تو کم سے کم اسکے لیئے یہ رعایت تو ہونی چاہیئے تھی کہ وہ انسان بنایا جاتا یہ کیا معاملہ ہے کہ اپنا پیارا بنا کر اور اپنے قرب سے شرف بخش کر پھر آخر کار اسکو کتّا یا سؤر بنا کر مکتی خانہ سے باہر نکالدیا گیا اور اسکے ساتھ کے اشخاص کو کتا نہ بنایا بلکہ انسان بنایا حالانکہ مکتی پانے کے شرائط سب برابر کر لیئے تھے پرمیشر کا کسی پر احسان نہ تھا پھر کیا وجہ کہ مکتی خانہ سے نکالکر کسی کو انسان اور کسی کو کتا بنایا گیا۔ اس صورت میں نہ سزا عدل کے طور پر ہوئی اور نہ رحمت۔"

**تناسخ کا عقیدہ بزرگان دین کی ہتک کرتا ہے**

ایک اور بات ہے جو ہمیں سمجھ نہیں آتی کیا کوئی شریف آریہ صاحب ہیں جو اسکو سمجھ سکتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ بموجب اس قاعدہ کے کہ مکتی یابوں کو ایک مدت کے بعد پھر تناسخ کے چکر میں ڈالا جاتا ہے اور طرح طرح کی جونوں کی ذلت انکو دیکھنی پڑتی ہے لازم آتا ہے کہ آریہ صاحبوں کا کوئی مقدس بزرگ اس ذلت سے باہر نہ ہو گو ہماری یہ رائے نہیں ہے کہ ہم کسی قوم کے بزرگوں کو ذلت کے داغ کی طرف منسوب کریں بلکہ ہماری یہ رائے ہے کہ جس شخص کو خدائے کریم اپنے فضل عظیم

سے اپنی معرفت اور محبت اور اپنے پاک تعلق سے حصّہ کامل بخشتا ہے اور اپنے عزت والے گروہ میں داخل کرتا ہے پھر اسکو کبھی ذلیل نہیں کرتا اور ممکن نہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے قرب کا اتنا بڑا درجہ پاکر پھر کُتّا یا بِلّا یا سُؤر یا بندر بنایا جاوے مگر آریہ صاحبوں کا یہ عقیدہ چاہتا ہے کہ ضرور مقدس لوگ ان جونوں میں آتے ہیں خواہ وہ اوتار کہلاویں یا رشی یا منی کے درجہ تک پہنچیں۔ ہم بادب دریافت کرتے ہیں کہ کیا وید کے رشی جنپر چاروں وید نازل ہوئے تھے اور راجہ رامچندر اور راجہ کرشن وغیرہ اوتار اس قاعدہ سے مستثنٰی ہیں یا نہیں۔ اور اگر مستثنٰی ہیں تو کیا وجہ اور اگر نہیں تو ان کو عزت سے یاد کرنا کیا معنی رکھتا ہے کیا عقل سلیم اس بات کو چاہتی ہے کہ ایک کتاب کو تو عزت دیجائے اور اُس کو آسمانی کتاب سمجھا جائے مگر جس پر وہ کتاب نازل ہوئی تھی اسکی نسبت یہ اعتقاد رکھا جائے کہ وہ رذیل سے رذیل جونوں میں چکر کھاتا پھرتا ہے۔ غرض جو لوگ خدا تعالےٰ کی جناب میں ایک مرتبہ عزت پا گئے پھر انکو تناسخ کے چکّر میں ڈالنا اور کُتّے۔ بِلّے۔ سُؤر بنانا۔ یہ اُس قدّوس خدا کا فعل نہیں ہے جو پاک بنا کر پھر پلید بنانا نہیں چاہتا۔ ورنہ اس صورت میں آریہ سماجیوں کا کوئی بزرگ بھی یقینی طور پر قابل تعریف نہیں ٹھہرتا کیونکہ کیا معلوم کہ اب وہ کس جون میں ہے“۔

## تناسخ کا عقیدہ گناہوں کی کثرت چاہتا ہے

پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ جونوں کی مختلف صورتیں چاہتی ہیں کہ گناہ بھی مختلف صورتوں کے ہوں۔ پس اس سے لازم آتا ہے کہ جس قدر دنیا میں جاندار کیڑے مکوڑے پائے جاتے ہیں اسی قدر گناہ بھی ہوں اور اس بات کے بیان کرنے کی حاجت نہیں کہ تمام سطح زمین اور فضا اور سمندر مختلف جانداروں اور کیڑوں مکوڑوں سے بھرا ہوا ہے پس اگر یہ سچ ہے کہ اسی قدر گناہ بھی ہیں جن کی وجہ سے یہ مختلف حالتوں کے جاندار زمین پر نظر آتے ہیں تو آریہ صاحبوں کا یہ فرض ہے کہ وید میں سے یہ نکالکر اُن گناہوں کی ایک فہرست ہمیں دیویں کہ ہم مقابلہ کر کے دیکھ لیں کہ جسقدر زمین پر اور سمندر میں اور آسمان کی فضا میں اور زمین کے اندر جانور اور کیڑے مکوڑے پائے جاتے ہیں کیا اسی کے موافق ٹھیک تعداد

گناہوں کی وید میں لکھی گئی ہے کیونکہ اگر یہ فہرست گناہوں کی اُن تمام جانوروں کی تعداد کے برابر نہیں ہے تو اس صورت میں ہمیں تناسخ کے باطل ٹھہرانے کے لیئے کسی اور دلیل کی حاجت نہیں ہوگی"۔

**ردّ تناسخ**

حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں سے اقتباس دینے کے بعد ہم اب حضرت مولانا مولوی نورالدین خلیفہ اوّل مسیح موعود علیہما الصلوٰۃ والسلام کے رسالہ ردّ تناسخ سے وہ عالمانہ دلائل نقل کرتے ہیں جو حضرت موصوف نے اس مختصر رسالہ میں تحریر فرمائے ہیں ؛

**تناسخ کی تعریف**

حضرت مولانا فرماتے ہیں :-

"تناسخ کو سنسکرت والے آواگون کہتے ہیں اور تناسخ کے ماننے والے تناسخ کے یہ معنی بتاتے ہیں :-

(گناہوں اور نیکیوں کے باعث بار بار جنم لینا یعنی پیدا ہونا اور مرنا)۔

**تناسخ کی بڑی دلیل**

جہانتک تناسخ کے ماننے والوں سے دریافت کیا۔ اور انکے رسائل میں دیکھا۔ اثبات تناسخ میں انکی یہی ایک دلیل سرِ دفتر دلائل کا دیکھی ؛

(ہم دیکھتے ہیں کہ کئی آدمی جنم کے اندھے لنگڑے لولے کانے بہرے کنگال ہوتے ہیں اور کئی راجہ ٹھاکر دولتمند امیر۔ جو یہ کہو کہ پرمیشر کی مرضی ہے۔ تو کیا پرمیشر منصف و عادل نہیں جو بلا قصور ایک دوسرے میں فرق کرتا ہے۔ پس بجز نتیجہ سابقہ جنم کے اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ خدا ایسی طرفداری اور نامنصفی نہیں کر سکتا)۔

**تناسخ کی دلیل کا خلاصہ**

ہم اِس دنیا میں تفرقہ کو دیکھتے ہیں۔ اور اس تفرقہ کی وجہ بجز پہلے جنم کی بُرائی بھلائی کے اور کوئی نہیں۔

**پہلا جواب** :- قائلین تناسخ کی اس دلیل سے صاف واضح ہے کہ تناسخ ماننے کا کوئی ثبوت تناسخ ماننے والوں کے پاس نہیں۔ بلکہ صرف اسلیئے کہ سُکھی آسودہ اور آرام والے کے سُکھ آسودگی۔ اور آرام کی وجہ اور دُکھی بیمار۔ رنج والے کے دکھ۔ بیماری۔ رنج کی وجوہ

اور ان لوگوں کے باہمی تفرقہ کے اسباب تناسخ ماننے والوں کو معلوم نہیں ہوئے۔ اسواسطے لوگوں نے یقین کر لیا۔ کہ سابقہ اعمال ہی اس تفرقہ کا باعث ہیں۔ پر شکر اس رب العلمین کا جس نے اسلامیوں کو ایسے دلائل سے بچنے کے واسطے قرآن کریم میں ارشا فرمایا:-

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔـوْلًا ۞ پارہ ۱۵۔ سورہ بنی اسرائیل۔ رکوع ۴

دوسرا جواب:- اپنی کم علمی اپنی کم فہمی اور کمزوری سے تفرقہ کے اسباب رنج اور راحت کے موجبات اور سامان نہ جاننے سے یہ اعتقاد کر لینا کہ ان تفرقوں کا باعث ہمارے پہلے جنم کے اعمال ہی ہیں گویا بیوجہ تو یہ ایک چیز کو کسی دوسری چیز کا سبب قرار دے لینا ہے اور یہ جرأت اس قسم کی ہے۔ کہ ہم کسی آدمی کو اندھیری رات میں کہیں جاتا دیکھیں اور اپنے دل میں یہ سوچ لیں کہ اسوقت کچہریاں بند ہیں بازار بند ہیں پس بجز اسکے کہ یہ آدمی اسوقت صرف چوری کرنے جاتا ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں۔

عقل والے سوچ لیں یہ کیسی منطق اور لاجک ہے اسی واسطے قرآن کریم نے تناسخ ماننے والوں کی نسبت فرمایا ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ لوگ اٹکل بازی میں پڑے ہیں۔

وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ۞ پ ۲۵ سورہ جاثیہ۔ رکوع ۱۸

تیسرا جواب:- دنیا میں ہم یہ تفرقہ تو دیکھتے ہیں۔ کہ ایک جنم کا بیمار ہے اور دوسرا تندرست۔ ایک جنم سے دولتمند ہے۔ اور دوسرا غریب اور مفلس۔ اور دنیا کا تمام کارخانہ اور اسکا تمام انتظام چونکہ ایک علیم و حکیم کی زبردست طاقت اور صفات کا نتیجہ اور اثر ہے۔ پس ہمیں یقین ہے۔ کہ یہ تفرقہ بیوجہ۔ و بے حکمت نہ ہوگا مگر یہ کیا ضروری ہے

---

ترجمہ ۞ اور جس چیز کا تجھے علم نہیں اسکے پیچھے مت لگ کیونکہ کان۔ آنکھ۔ اور دل سب سے سوال کیا جاویگا۔

ترجمہ ۞ اور وہ کہتے ہیں یہی دنیا کی زندگی ہے ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں۔ اور زمانہ ہی ہمیں ہلاک کرتا ہے۔ اس بات کا انکو علم نہیں یہ اٹکل لگاتے ہیں۔

کہ اس غیر محدود ذات کی کل باریک حکمتیں اور بے تعداد تدبیریں ایسی ہوں کہ انسانی محدود عقل اور سمجھ انپر حاوی ہو جاوے؟ یاد رکھو کسی کی بصر اور بصیرۃ اسکو احاطہ نہیں کر سکتی اور وہ سب پر محیط ہے قرآن فرماتا ہے :-

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ٭

اور فرمایا ہے يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ٭٭ اور فرمایا ہے يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ٭

**چوتھا جواب**۔ کسی کا بیمار ہونا اور کسی کا تندرست کسی کا آسودوں کے گھر جنم لینا اور کسی کا مفلسوں کے گھر میں جائز ہے کہ اعمال کے سوا کسی اور وجہ سے ہو۔ لہذا باین احتمال اواگون ماننے والوں کا استدلال صحیح اور تام نہیں۔ پس ہم انکو کہتے ہیں کوئی ایسی عقلی دلیل لاؤ جس سے ثابت ہو جاوے۔ کہ ایسے تفرقوں کا اعمال کے سوا اور کوئی باعث نہیں۔ صرف اعمال ہی اس تفرقہ کا باعث ہیں۔ بلکہ بہ تعمیل ارشاد قرآنی جو ذیل میں ہے کہتے ہیں۔ کوئی علمی دلیل لاؤ۔ اٹکلوں اور گمانوں سے کام نہ لو۔ کیونکہ سچ ہے۔ جسمیں لکھا ہے :-

قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ٭ پ ۸۔ سورہ انعام۔ رکوع ۴

**پانچواں جواب**:۔ اگر تناسخ کے ماننے والے اسپر از راہ انصاف غور کریں۔ تو کسی قدر لطیف اور داد کے قابل ہے۔ موجودہ اشیاء میں اس تفرقہ سے بڑھکر ایک بڑا

---

٭ ترجمہ۔ اسکا آنکھ ادراک نہیں کرتی اور وہ آنکھوں کو ادراک کرتا ہے اور وہ لطیف و خبیر ہے۔

٭٭ ترجمہ۔ انکو آگے اور پیچھے کی سب چیزوں کو جانتا ہے اور وہ اسکے علم کا کچھ بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر جو وہ آپ چاہے۔

٭٭٭ ترجمہ۔ کہ۔ تمہارے پاس کوئی علم ہے تو ہمارے پاس نکال لاؤ تم تو ظن کی پیروی کرتے ہو اور اٹکلیں دوڑاتے ہو۔

تفرقہ ہم دیکھتے ہیں اور اس بڑے تفرقہ کا باعث پہلے جنم کی جزا و سزا نہیں۔ اور اس امر کو تناسخ کے ماننے والے اصحاب آپ بھی تسلیم کریں گے۔ سنو! ارواح ایک چیتن وستو۔ یعنی عالم ہوشیار چیز ہے۔ اور پرکرتی بلکہ پرمانو۔ یعنی اجسام صغیرہ اور نہایت باریک ذرات جنکو عربی علوم طبعیہ کے عالم اجسام ذیمقراطیسی کہتے ہیں۔ ایک جڑھ اور غیر ذی شعور چیز ہے اور باری تعالیٰ علیم و خبیر عزیز و غالب۔ القدوس السلام ایک تیسری چیز ہے۔ جو ان دونوں اول الذکر ارواح اور اجسام بلکہ کال یعنی زمانہ پر بھی حکمران ہے۔

آریہ صاحبان! بلکہ تمام تناسخ کے ماننے والو! ان تین اشیاء موجودہ میں اول روحیں جنم سے کیا ازل سے بقول آریہ اللہ تعالیٰ کے ماتحت اور اسکی صفت عدل کے باعث جزا و سزا میں گرفتار ہیں اور بقول تناسخ کو ماننے والوں ملکہ آریہ صاحبان کے ابدالآباد تک اسی طرح گرفتار رہیں گی۔ اگر مہا پرلے کے وقت یا اس سے کسقدر پہلے اور پیچھے اجسام سے الگ ارواح آرام و راحت میں بھی رہے تو اسوقت بھی تخم کی طرح برائی انمیں بنی رہتی ہے۔ جسکے باعث ارواح کو پھر جنم لینا پڑتا ہے۔ اور دوم پرمانو بیچارے۔ تو ازل سے ابد تک بھی بقول آریہ کے محروم ہی رہیں گے۔ اور سوم اللہ تعالیٰ ازل سے ابد تک ہمیشہ انپر حکمران رہا۔ اور ہمیشہ انپر حکمران رہیگا ؛

اب ہم تناسخ والوں کی دلیل کی طرف توجہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں :-

ہم دیکھتے ہیں موجودات عالم میں بعض اشیاء جنم سے کیا ہمیشہ سے لنگڑے اور بعض اشیاء جنم سے کیا ہمیشہ سے جزا اور سزا میں گرفتار اور ایک الغنی (قادر خدا) اور ان دونوں پر حکمران ہے (جلشانہ) ایک آریہ مصنف لکھتے ہیں۔ "جو کھو پرمیشر کی مرضی تو گیا

وہ عادل نہیں پس بجز نتیجہ سابقہ جنم کے اور کیا کر سکتے ہو؟" اب ہم کہتے ہیں کہ آریہ اور تمام اللہ تعالیٰ کو ماننے والی قومیں اللہ تعالیٰ اور پرمانوں میں تو جنم کے قائل نہیں۔ پس ظاہر ہوا۔ کہ تفرقہ کا باعث فقط اعمال ہی نہیں۔ جو ہم تناسخ کے قائل ہو جاویں۔ بلکہ تفرقہ کے اور اسباب بھی ہوتے ہیں چنانچہ ایزدی مخلوق میں ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی چیز پتھر کہلاتی ہے۔ اور کوئی پانی کچھ روشنی کی کرنیں اور الکٹریسٹی (برق Electricity)

کے ذرّات اور کچھ پہلے درجہ کی کثیف اشیاء کاربن وغیرہ۔ بتاؤ! ۔کیا اِس تفرقہ کا باعث پوربلی جنم کے اعمال ہیں۔ انکے کسی کام کی جزا اور سزا؟ معلوم ہوا۔ کہ تفرقہ کا باعث فقط اعمال ہی نہیں۔ بلکہ اس القادر کی اَور باریک حکمتیں ہیں جس نے ہم کو بنایا۔ اور خبر دی۔

وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا۔ ٭

وَخَلَقَ لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِنْهُ ٭٭

چھٹا جواب۔ سائنس یعنی پدارتھ ودیا (علم طبعی) نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ مابین جمادات اور نباتات اور انسان اور حیوانات کے تباین اور تفرقہ ضرور ہے۔ مگر تناسخ ماننے والے کہتے ہیں کہ ان اشیاء میں کوئی تباین نہیں انسانی روح ناقص اعمال سے مر کر حیوانی اور حیوانی روح انسانی بنجاتی ہے۔ بعض انسان شجر و حجر ہو جاتے ہیں۔ اور بعضے شجر و حجر انسان۔ اور روح وہی روح رہتی ہے۔ اور یہ امر سائنس کے بالکل خلاف ہے۔

تعجب آتا ہے۔ آریہ صاحبان کے اعتقاد پر۔ کیونکہ انکے نزدیک روح کے گن۔ کرم سبھاؤ یعنی روح کے خواص۔ افعال۔ اور عادات انادی اور غیر مخلوق ہیں اور روح کے لیئے یا موران کے نزدیک لازمی ہیں روح سے کبھی علیحدہ نہیں ہوتے پھر روح کے شجر اور حجر ہو جانیکی حالت میں ہم پوچھتے ہیں۔ وہ صفات اور لوازمات کہاں چلے جاتے ہیں؟ کیا ثبوت ہے، کہ یہہ صفات و لوازمات اسوقت بھی روح کے ساتھ موجود رہتی ہیں؟

ساتواں۔ جواب۔ تناسخ کے ماننے میں سچے علم طب کا وہ بڑا بھاری خزانہ جسکی صداقت کو ہم رات و دن بچشم خود دیکھتے ہیں۔ لغو ہوگا۔ حالانکہ بداہت و مشاہدہ اسکو لغو نہیں ٹھیرا سکتا اور کیوں لغو ٹھیرا سکے خالق فطرۃ اور نیچر کا پیدا کرنیوالا خود فرماتا ہے،

خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ٭٭٭

---

٭ ترجمہ۔ یقیناً اس نے تمکو مختلف طور پر بنایا۔

٭٭ ترجمہ۔ آسمان و زمین میں جو کچھ ہے سب تمہارے لیئے پیدا کیا۔

٭٭٭ ترجمہ۔ سب جو زمین میں ہے تمہارے لیئے پیدا کیا۔

تناسخ ماننے میں علم طب کا بے فائدہ ہونا اس طرح ثابت ہوتا ہے۔ کہ جب ہمنے مانا کہ تمام بیماریاں جو انسان اور حیوانات کو لاحق ہوتی ہیں۔ وہ سب بیماروں کے سابقہ اعمال کا نتیجہ اور ثمرہ ہے اور بد اعمال کی سزا ہے۔ تو طبیب اور نیچرل فلاسفی کے جاننے والے نیچرل اسباب کو کیوں ڈھونڈھنے لگے اور جب حسب الاعتقاد تناسخ کے مانا گیا کہ سزا دُوں کا بھگتنا ضروری ہے۔ اور کسی طرح بھی ممکن نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی عدالت سے وہ سزا ٹل جاوے تو علاج سے کیا فائدہ اور اسکے باعث کیونکر فضل اور کرم الٰہی ہم کو الٰہی عدالت سے چھڑا سکتا ہے اور اور اسباب الامراض اور معالجۃ الامراض سے کیا نفع ہوگا۔

**آٹھواں جواب۔** روح کے گن یعنی خواص روح کے کرم یعنی افعال روح کی سبھاؤ یعنی عادات آریہ صاحبان کے نزدیک ارواح کو لازم اور ارواح میں انادی ہیں۔ اور ان کے نزدیک یہ صفات ارواح میں باری تعالیٰ کی دی ہوئی نہیں۔

اب تناسخ کے عقیدہ کا منکر اگر یوں کہے۔ کہ بعض ارواح کا سبھاؤ۔ اور انکے گن ہی ایسے ہیں۔ کہ ناقص ذرات کا جسم اختیار کیا کریں۔ اور دُکھ دائک جسم میں زندگی بسر کریں۔ آسودگی میں رہنے والوں کے گھر جنم نہ لیں۔ اور یہ امر اُنکے لیئے پوربلی جنم یعنی پہلی زندگی کے اعمال کی جزا یا سزا نہ ہو۔ بلکہ ایسی روح کی شقاوت ازلیہ اور اس کا سبھاؤ ہی اس تکلیف کا موجب ہو بعض ارواح اصل سے ایسا سبھاؤ رکھتی ہوں۔ کہ عورتوں کا بدن لیں۔ بعضے ارواح مردوں کا جسم اپنے لیئے اپنے سبھاؤ سے پسند کر لیں۔ سابقہ اعمال کو اسمیں کچھ دخل نہ ہو۔ اور نہ پہلی جنم کی یہ جزا اور سزا ہو۔ سچ ہے

مِنۡهُمۡ شَقِيٌّ وَّسَعِيۡدٌ ؎

**نواں جواب۔** آریہ صاحبان کا اعتقاد ہے۔ کل ارواح محدود اور غیر مخلوق ہیں۔ ہمیشہ اواگون یعنی جنم اور مرن میں مبتلا رہے۔ اور ہمیشہ رہیں گے۔ اگر کچھ زمانہ آزاد بھی رہے۔ تو بھی انمیں بیج انکر مات یعنی تخم کی طرح برائی موجود رہتی ہے۔ جسکے باعث آخر پھر ارواح کو جنم لینا

---

؎ ترجمہ۔ ان میں سے کوئی سعید ہے اور کوئی شقی ہے۔

پڑتا ہے۔ اور جو لوگ ارواح کو مخلوق مانکر تناسخ کو مانتے ہیں انکو بھی ماننا پڑتا ہے۔ کہ ارواح غیر مخلوق اور قدیم ہیں کیونکہ ہر ایک جنم کے اعمال۔ افعال اور اقوال جب پہلے جنم کے پھل اور ثمرات ٹھیرے۔ تو بصورت مخلوق ہونے ارواح کے پہلے جنم کے اعمال افعال اور اقوال اور ارواح کا باہمی تفرقہ کس جنم کا ثمرہ ہوگا۔ اسلیئے برتقدیر تسلیم مسئلہ تناسخ یعنی اواگون کے ارواح کو غیر مخلوق اور ہمیشہ سے جنم اور مرن میں رہنا پڑا۔

جب روح انادی غیر مخلوق ٹھہری اور روح کا وجود اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا نہ ٹھہرا۔ اور روح ازلی اور ابدی ہوئی۔ تو چاہیئے۔ کہ روح اپنی بقا میں اللہ تعالےٰ کی محتاج نہ ہو۔ لاکن ہم دیکھتے ہیں کہ جیسے ہمارا بدن کھانے پینے پہننے وغیرہ کا محتاج ہے۔ روح بھی بدن سے کم محتاج نہیں۔ اور احتیاجوں سے قطع نظر کرکے اس امر کا خیال کرو۔ کہ روح علوم کے حاصل کرنے میں کتنی محتاج ہے۔ اسی دلیل کی طرف قرآن کریم ایماء فرماتا ہے۔

یَاۤاَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ وَاللّٰہُ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ اور وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ* اور فرمایا۔ اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ

**دسواں جواب**۔ اگر ارواح الٰہی مخلوق نہیں۔ تو ہم پوچھتے ہیں۔ بدی اور بدکاری ارواح کا ذاتی اور فطری تقاضا ہے۔ یا عرضی؟ اگر بدی اور بدکاری ارواح کا ذاتی تقاضا اور جبلی منشاء ہے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ ذاتی تقاضوں اور جبلی منشاؤں کے پورا ہونیکا نام راحت اور آرام ہے۔ نہ رنج اور تکلیف۔ اور اگر بدی اور بدکاری۔ کوئی عارضی امر ہے جو ارواح کو لاحق ہوا۔ تو چاہیئے کہ کبھی وہ عرض دور ہو جاوے۔ جب عرض دور ہو گئی۔ تو روح پاک اور پوتر ہو کر آئندہ ہمیشہ نیک اعمال کی طرف متوجہ رہے بلکہ یقین ہے کہ وہ ایسا ہی کرے۔ کیونکہ روح کو آریہ نے چیتن اور سمجھ دار مانا ہے۔ آریہ صاحبان! اگر اتنے تجربہ پر روح نے ابتک نہیں سمجھا۔ تو وہ چیتن نہیں۔ یا کسی راز دار العامی کو

---

* اے لوگو تم سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ ہی غنی حمد کیا گیا ہے۔ اور اللہ ہی غنی ہے اور تم محتاج ہو۔

الہام پتہ لگ جاوے۔ کہ الٰہی ارادہ بعض کے حق میں اس غرض کے دوام لحوق کا ہو چکا ہے۔

**گیارھواں جواب۔** لڑکوں کی پرورش کیجاتی ہے۔ اور انکو تعلیم کیواسطے تکلیف اور سرزنش دیجاتی ہے۔ اس تکلیف کو سزا یا جزا نہیں کہا جاتا۔ بلکہ اسکا نام تربیت رکھتے ہیں پس ایسے ہی وہ تکالیف جو دنیا میں عارض ہوتی ہیں انکی نسبت کیوں نہیں کہا جاتا کہ وہ تربیت الٰہی میں داخل ہیں۔ نہ سزا اور جزا ہیں ہمارے لیئے نہ سہی مجموعہ عالم کے واسطے سہی۔ اس جواب کو بارھواں جواب اور زیادہ واضح کرتا ہے۔

**بارھواں جواب۔** حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کے ہاتھ پر جب ایک جنم کا اندھا اچھا ہُوا تو حضور علیہ السلام کے حواریوں نے عرض کیا۔ کہ یہ لڑکا کیوں نابینا تھا۔ کیا اپنے گناہ کے باعث یا اپنے ماں باپ کے گناہ کے باعث حضرت مسیح علیہ السلام نے جواب دیا نہ اپنے گناہ کے باعث اور نہ اپنے ماں باپ کے گناہ کے باعث بلکہ یہ لڑکا اسلیئے نابینا تھا۔ کہ الٰہی جلال ظاہر ہو۔ کیا معنی اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول اور بنی اسرائیل کے گھرانے کے خاتم الانبیاء نبی حضرت مسیح علیہ السلام کی بزرگی اور صداقت ظاہر ہو۔ میرا اس قصہ کے بیان سے صرف یہ مطلب ہے۔ کہ دکھ اور سکھ کے واسطے اعمال کی جزا۔ اور سزا کے ماسوا اور بھی بہت اسباب ہیں۔ آواگون ماننے والوں کے پاس کیا دلیل ہے۔ کہ پہلی جنم کے اعمال ہی انکا باعث ہیں۔

**تیرھواں جواب۔** قانون قدرت اور اللہ تعالیٰ کے بے انت کارخانہ میں ہزار ہزاروں اسباب ہیں۔ مثلاً غور کرو۔ ان اسباب پر جو علم طب میں بیان ہوتے ہیں۔ اور ان علامات و معالجات پر جنکے ذریعہ ہم اسباب کا پتہ لگاتے ہیں اور انکے دفعیہ کی صائب تدبیر کر سکتے ہیں بیماریوں کے اسباب جاننے سے ہم افلاس اور غریبی دولتمندی اور حکومت کے اسباب کا اجمالی علم حاصل کر سکتے ہیں۔

اس مختصر تمہید کے بعد گذارش ہے۔ اس تفرقہ کا باعث جس سے ایک لڑکا بیمار اور دوسرا تندرست ہے۔ ناملائم عناصر ہیں۔ اسلیئے کہ انسانی اور حیوانی روح یا تو عناصر کا خلاصہ ہے۔ یا فرض کر لیتے ہیں۔ کہ روح کو عناصر کے ساتھ تعلق ہے۔ پہلی صورت میں ظاہر ہے۔ جیسے

عناصر ہونگے - ویسی ہی روح ہوگی - اور دوسری صورت میں جیسے عناصر کے ساتھ روح کا تعلق ہوگا - ویسی تندرستی اور بیماری کے ثمرات روح کو لینے پڑیں گے - اور جیسی جگہ ارواح جمع ہوں گے - ویسا ہی سُکھ اور دُکھ بھوگیں گے - پہلی صورت میں روح کا وجود ہی عناصر سے ہُوا - جزا اور سزا سابقہ جنم کی کہاں ! - اور دوسری صورت پر اگر کوئی اعتراض کرے - کہ ارواح نے ویسی جگہ کیوں تعلق پیدا کیا جہاں انکو آخر تکلیف اُٹھانی پڑی - تو اس کا جواب بالکل ظاہر ہے - کیونکہ - ارواح بقول آریہ کے ستنتر - اور آزاد ہیں - ارواح کو کوئی روک نہیں - اور یہ بھی ہے - کہ اِس روح کو جب ابدالآباد ترقی کی راہ کھول دی گئی - تو اس پہ کوئی ظلم نہ ہُوا - بلکہ اسپر رحم ہُوا - اور یہ بھی ہے - کہ اگرچہ آج روح کو بظاہر تکلیف معلوم ہوتی ہے کہ ناقص اور دُکھی قالب سے اسکا تعلق ہے مگر اسی جسم عنصری میں اُسے بڑی بڑی فضیلتوں کے لینے کا موقع دیا گیا ہے اسلیئے اسپر رحم ہے ظلم نہیں - ہاں ایسے موقعے ملتے ہیں - اگر روح نے نافرمانی کی تو ضرور سزا کا مستحق ہے - اللہ تعالیٰ رحیم - کریم - اور عادل چاہے پکڑے چاہے عفو کرے - اور وہ اپنے امر پر غالب ہے -

**چودھواں جواب** - مختلف ملکوں کی آب ہوا سے ارواح کی مختلف صفات ہم مشاہدہ کرتے ہیں - بلکہ مختلف پیشوں مختلف قسم کے مکانوں جن میں روشنی اور ہوا کی آمدورفت اور صفائی کے لحاظ سے اختلاف ہو مختلفہ اشیاء کے کھانے اور مختلف چیزوں کے پینے پہننے اور استعمال میں لانے سے اور انواع و اقسام کے عادات سے - ارواح کے حالات - صفات اور معلمات میں اختلاف نظر آتا ہے - پھر ہم دیکھتے ہیں - بگڑے ہوئے حالات کی اصلاح اُن مختلف تدابیر سے ہوجاتی ہے - جنکو اطبا طب میں اور طبعی حکما علوم طبعیات میں بیان کرتے ہیں -

جن لوگوں کے لڑکے بیمار پیدا ہوتے ہوں ان کے علاج و معالجہ و حفظ صحت تبدیل آب و ہوا اور کچھ مدت کیلئے ترک جماع سے - تندرست بچوں کا پیدا ہونا - بگڑی اور خراب کلوں کی اس حالت کا جس سے تکلیف ہو - نیچرل اسباب سے درست ہوجانا وغیرہ وغیرہ ہم پر ظاہر کرتا ہے - کہ یا تو ارواح انہی عناصر کا لطیف جوہر ہیں یا ان عناصر کا تعلق ایسے مختلف اقسام اسباب سے ہے جنمیں بعض خاص حالتوں میں ہم اعمال کو داخل کرسکتے ہیں - مگر یہ نہیں کہتے کہ پور بلی جنم کے اعمال ہوں کیونکہ اس دعویٰ کی دلیل کوئی نہیں اور دعویٰ بے دلیل

Digitized by Khilafat Library

عقلاء کا کام نہیں

پندرھواں جواب۔ پہلے جنم کے اعمال۔ ہرگز ہرگز اس تفرقہ کا باعث نہیں۔ جس تفرقہ کو دیکھ کر تناسخ کے ماننے والوں نے تناسخ پر اعتقاد کیا۔ کیونکہ ہم قدرتی نظارہ میں دیکھتے ہیں۔ تمام اشیاء انسانی آرام اور راحت کے سامان۔ روشنی۔ ہوا۔ پانی۔ مٹی۔ برق۔ نباتات حیوانات سب کچھ اسکے کام میں لگ رہا ہے مگر یہ پتلا ان اشیاء میں کسی کے مصرف کا نہیں۔ تو پھر کیا یہ عجوبہ قدرت بالکل لغو اور اتنی بڑی مخلوق پر حکمران محض نکما ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ جیسی ملہمین کو بذریعہ الہام اور سلیم الفطرتوں کو بوساطت فطرۃ معلوم ہوا ہے کہ یہ لطیفہ عبادت الٰہیہ کے واسطے پیدا ہوا مگر ظاہر ہے جب تک انسان کے پاس یہ چیزیں موجود نہ ہوں انسان کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ پس ثابت ہوا کہ یہ تمام سامان انسان کو عبادت کے لیے دیئے گئے ہیں۔ اور یہ کل اسباب مقصد عبادت کے آلات اور متممات ہیں۔ یہ مضمون قرآن میں یوں ادا ہوا ہے۔

یاایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء وانزل من السماء ماء فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم فلا تجعلوا للہ اندادا ٭ ۔ اور فرمایا وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ٭٭۔

جب عبادت الٰہی انسان پر واجب ہوئی۔ اور یہ سامان اسلیئے عطا ہوا کہ انسان اپنے فرائض منصبی کو ادا کر سکے۔ پس یہ سامان جزا اور سزا میں داخل نہ ہوگا۔ کیونکہ اگر جزا اور سزائے اعمال میں اسے داخل کیا جاوے تو باری تعالیٰ پر ظلم کا الزام ہوگا اسلیئے کہ یہی چیزیں منصبی فرائض کے ادا کرنے میں بھی ضروری تھیں۔ اور یہی اشیاء مزدوری میں بھی داخل ہو گئیں۔ ہاں ان کا وفور اور انکا عمدگی سے میسر ہو جانا بعض وقت اعمال کے

---

٭ اے لوگو! فرمانبردار بنے رہو اپنے اس رب کے جس نے تمکو اور تم سے پہلوں کو بنایا۔ اور فرمانبرداری کا یہ فائدہ ہوگا کہ تم دکھوں سے بچے رہو گے اسی رب نے زمین کو تمہارے لیئے فرش (آرامگاہ اور گول) اور آسمان کو پناہ بنایا۔ اور بادلوں سے پانی اتارا۔ پھر نکالے اس سے کئی قسم کے پھل رزق تمہارے لیئے۔ پس خبردار اللہ کا کسی کو کسی امر میں شریک نہ بنانا۔

٭٭ جن وانس تو صرف اسلیئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار رہیں۔

بعد ہوتا ہو تو بعید نہیں۔

**سولھواں جواب**۔ اگر یہ تفرقہ جسکے باعث تناسخ کے ماننے والوں کو شبہ پڑا سابقہ جنم کے اعمال کی سزا اور جزا ہوتا۔ تو ضرور تھا کہ اتنی مُدت کی بات بلکہ یوں کہئے کہ لاانتہا زمانہ کی باتیں ہمیں یاد ہوتیں۔ اتنی لمبی مدّت کی ہزاروں ہزار باتیں اور کام ہم یک قلم کیوں بھول گئے؟

اب انعام اور خلعت کے لینے والے کو خبر نہیں کس کس نیک عمل پر مجھے انعام ملا اور سزا پانیوالے کو اطلاع نہیں کس بدکاری کے بدلہ میں ماخوذ ہوں۔ لڑکپن کے حالات بھول جانے پر قیاس نہیں ہو سکتا۔

**اوّل** تو اسلیئے کہ اسوقت انسانی عقل ناقص اور بالکل نکمی ہوتی ہے۔

**دوم**۔ جیسے آریہ مانتے ہیں کہ سب آدمی شودر پیدا ہوتے ہیں۔ قرآن کریم یوں فرماتا ہے۔ واللہ اخرجکم من بطون امھاتکم لا تعلمون شیئاً۔

**سیوم**۔ وہ حالت بھی مختصر وقت کی ہے۔ اور کچھ بڑے کاموں سے اسکا تعلق نہیں۔ البتہ اہل اسلام اس جنم سے پہلے ارواح پر **عہد الست** کا زمانہ تجویز کرتے ہیں۔ اور اس زمانہ کو مانتے ہیں۔

مگر اوّل تو وہ ایک عالم مثال کی عجائبات اور اس کی نیرنگیوں کی ایک بات ہے۔ دوم اسوقت کو بہت تھوڑا سا وقت سمجھا جاتا ہے۔ مگر پھر بھی غور کرو۔ آجتک اسکا کتنا اثر باقی ہے کہ تمام ارواح کی فطرت میں اُس اثر کے باعث باہم اختلاف ادیان و ازمان۔ اور تباغض و تحاسد کے اِس بات پر قریباً اتفاق ہے کہ ہمارا کوئی ربّ ہے۔ چاہے کوئی اسے اللہ کہے۔ کوئی پرمیشور کہے۔ کوئی یہوواہ۔ کوئی اونگ کہے۔ کوئی یزدان۔ کسی کی زبان پر دُھر کے نام سے موسوم ہُوا۔ کسی کے ذہن پر شکتی کے نام سے۔ انبیاء علیہم السلام کو لوگوں نے دیکھا۔ انکے عجائبات۔ معجزات کو مشاہدہ کیا۔ مگر انکے منکر رہے۔ اور باری تعالیٰ کو بن دیکھے یہاں یوں مان لیا کہ گویا وہ عیاں ہے۔ دلائل سے۔ یہ اتفاق ہرگز مت سمجھو کیونکہ ہم روز مرہ دیکھ رہے ہیں۔ مباحث اور دلائل

سے متخاصمین میں جھگڑا اور عناد بڑھتا ہے۔ نہ اتفاق۔ بات یہی ہے کہ کبھی کانوں نے اپنے خالق و فاطر کی آواز سن لی ہے ؛

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف مذاہب کے لوگ کیسی کیسی پُر تکلیف عبادات کی طرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے پر متوجہ ہیں۔ کیا ایسی جانکاہی اور اس طرح کی محبت بدون کسی تجلی دیکھنے کے صرف شنید سے ہے؟ نہیں نہیں۔ ایسا ہوتا تو نادیدہ حسینوں کے حسن کو سُنکر لوگ ایسے ہی عشق میں مبتلا ہوتے جیسے حسینوں کو دیکھ کر جانباز عشاق کا حال ہو رہا ہے ولیس الخبر کالمعاینۃ۔ ایک سلیم الفطرت ہمارے سیّد و مولیٰ کا مقولہ علیٰ قائلہا الصّلوٰۃ والسّلام بالکل سچ ہے ؛

اس تحقیق پر یقین واثق ہے۔ بے ریب کبھی ارواح کو تجلی الٰہی کی سعادت حاصل ہو چکی ہے گو اس عالم میں نہ سہی عالم مثال میں سہی۔ اور گو اسوقت ہمارے جسمانی ذرات اسقدر عظیم و کبیر نہوں جیسے اسوقت ہیں بلکہ الست کے وقت نہایت چھوٹے اجسام ہوں ؛

**سترھواں جواب**۔ ابدی نجات اور دائمی آرام کا حاصل کرنا تمام صحیح الفطرت ارواح کا تقاضا ہے تو کیا یہ فطری خواہش جبلی طلب اور بے تاب پیاس طالب کو محروم رکھیگی؟ اور باری تعالیٰ کے کامل رحم۔ کامل فضل والے گھرانے سے سچے طالبوں کو صاف جواب ملیگا کہ ابدی نجات۔ سرمدی راحت اور دائمی آرام و سرور کا سامان اس ہمہ قدرت ہمہ فضل ہمہ طاقت کے گھر موجود نہیں! ہرگز ایسا نہ ہوگا۔ اے آریو! ہرگز ایسا نہ ہوگا۔ ہاں او تناسخ کے ماننے والو! اس کریم کی بارگاہ سے ایسا روکھا سوکھا جواب ہرگز نہ ملے گا! بلکہ بات تو یہ ہے کہ اسکی **صفت عدل** بھی ہم طالبوں کی سپارش فرما ہوگی اور عرض کریگی۔ کہ ان غربا کے فطری اور جبلی تقاضا کو پورا کیجیئے۔ اے اللہ کریم آپکے دروازہ کو چھوڑ کر کدھر جاویں۔ آپکی رب شکتیمان القادر بارگاہ معلیٰ سے محروم ہو کر کہاں سے کامیاب ہو سکتے ہیں۔ آپکی تب و روز کیا ازل سے ابد تک کی بخششیں ایسی نہیں کہ انہیں کوئی خرچ بھی کم کر سکے تب ہم کو انشاء اللہ تعالیٰ ابدی آرام نصیب ہوگا ہاں تناسخ کے قائل ابدی آرام کے منکر۔ دیانندی آریہ ابدی آرام ابدالآباد نجات

سے محروم رہ جاویں - تو شاید رہ جاویں - اسلیئے کہ انکی فطرت اور جبلت میں یہ طلب ہی نہیں ہی - انکی روح نے ابدی آرام کا سوال ہی چھوڑ دیا - اس اعتقاد نے انکی فطرت کو اگر مسخ کر دیا تو ممکن ہے انپر نہ وہ رحم ہو اور نہ انکی سپارش کرے۔

اٹھارھواں جواب - دیانندی آریہ کے نزدیک آواگون ہی ایک جہنم اور یہی مکھ کچھ دن کی اس آزادی کے جسمیں روح جسم سے الگ رہیگی - بہشت ہے ورنہ کوئی بہشت نہ سُرگ - اور نہ جہنم اور نہ نرگ -

اور تمام ارواح ازل سے ابد تک ہمیشہ گرفتار رہے اور ہمیشہ گرفتار رہیں گے بس ہم کو سخت حیرانی ہے - اگر تمام ارواح کو ہمیشہ ایسی گرفتاری رہی - باایں کہ آریہ اصحاب مانتے ہیں کہ ارواح اللہ تعالےٰ کی مخلوق نہیں اور نہ اسکے پرتے بمب یعنی ظل ہیں - پس آریہ صاحبان بتائیے یہ ایسی سخت گیری کسی رحیم یا عادل کا کام ہے - قرآن کریم کیسے لطف سے فرماتا ہے :- ولا یظلم ربك احدًا *

انیسواں جواب - قطع نظر اس امر کے آریوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ ارواح کا خالق نہیں اور پھر انپر ایسا سخت گیر ہے کہ ارواح کو کبھی ابد الآباد تک نجات نہ دیگا - بتقدیر تسلیم اعتقاد آواگون کے وہ رحیم - کریم - محسن - یعنی دیا لو کرپالو بھی نہیں معاذ اللہ کیونکہ اس رحمن - رحیم - کریم کے ہر ایک احسان کے بدلہ میں آریہ لوگ کہدینگے کہ انکو اپنے اعمال کی مزدوری مل رہی ہے پس اللہ تعالیٰ کا کوئی فضل انپر نہیں - مگر سچ ہے ہی کتاب جسمیں لکھا ہے - نجات اسکے فضل سے ہو گی :- ووقیٰھم عذاب الجحیم فضلاً من ربك ** پ ۲۵ سورۃ دخان ع ۳ + سابقوا الیٰ مغفرۃ من ربکم وجنّۃ عرضھا کعرض السماء والارض اعدّت للذین اٰمنوا باللہ ورسلہ ذٰلك فضل اللہ یؤتیہ من یّشاء واللہ ذو الفضل العظیم + پ ۲۷ - سورہ حدید - رکوع ۳

---

* تیرا رب تو کسی پر ظلم نہیں کرتا - ** اور بچایا انکو دوزخ کے عذاب سے - یہ فضل ہوا تیرے رب کا -

+ دوڑو اپنے رب کی معافی اور اُس جنت کی طرف جس کا پھیلاؤ ہے آسمان اور زمین کے پھیلاؤ کے برابر رکھی گئی ہے انکے لیئے جو یقین لائے اللہ پر اور اس کے رسولوں پر - یہ فضل ہے اللہ کا دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ کا فضل بڑا ہے -

نجات کا مسئلہ فصل الخطاب نام رد نصاریٰ میں مفصل ہے۔

بیسواں جواب۔ آریہ صاحبان! باری تعالیٰ کو فضل و کرم سے کس نے روکا۔ اسپر کون غالب۔ اسپر کون حکمران۔ اس نے کب عہد نہیں بلکہ وعید کر دیا ہے کہ کسی پر محض فضل نہ کریگا! ہم تو کہتے ہیں اگر ایسا سخت ڈراوا دیا بھی ہے۔ تو بھی وہ نجات دے سکتا ہے۔ کیونکہ وہ ہر طرح کے عیوب سے پاک۔ جانتا ہے کہ وعدوں کے خلاف کا نام اگر کذب ہے۔ تو وعید کا خلاف کذب نہیں بلکہ کرم اور فضل ہے۔ لا یسئال عما یفعل وھم یسئالون ؂

اکیسواں جواب۔ تناسخ کا مسئلہ جیسے توحید کے خلاف ہے اور شرک کا باعث۔ ویسے ہی اخلاق۔ اور مارل فلاسفی moral Philosophy کا خطرناک دشمن ہے۔ توحید کے خلاف تو اسلیئے ہے کہ تناسخ ماننے والوں پر لازم ہے۔ جیسے آریوں کا اعتقاد ہے کہ ارواح اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے نہیں۔ پرمانو اسکے مخلوق نہیں۔ زمانہ اسکی کرت نہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ غیر مخلوق ہے اور میٹر matter بھی غیر مخلوق ہے۔ یہ لوگ وحدت وجود کے بھی قائل نہیں۔ جیسے ان کے ویدانتیوں کا خیال ہے تو کہا جاوے کہ اصل واحد کے معتقد ہو کر توحید کے مدعی ہیں۔ یہ مسئلہ اخلاق اور مارل فلاسفی کا اسواسطے خطرناک دشمن ہے۔ کہ بشرط اعتقاد تناسخ کوئی شخص اپنے کسی محسن۔ خیر خواہ۔ اکمی محب انسانی ہمدرد۔ کی نسبت یقین نہیں کر سکتا کہ اس شخص نے مجھ پر احسان کیا یا رحم کھایا۔ بلکہ تناسخ کا معتقد محسن کے ہر ایک احسان کے بدلہ میں کہ سکتا ہے کہ اس محسن نے کوئی احسان نہیں کیا۔ ممکن ہے کہ اس نے ہمارے پہلے احسانوں کا بدلہ دیا ہو۔

مجھے یاد ہے ایک مہاراجہ کو بچھو نے کاٹا۔ شدید درد میں ایک مسمرایز کرنے والے نے جنکو اس ملک کی زبان میں منتر جھاڑنیوالا کہتے ہیں۔ جھاڑا کیا جب اس عصبی المزاج راجہ آرام آیا اور جھاڑا کرنیوالے کو انعام دیا اس کا پہرہ معاف کیا۔ تو تناسخ والے خوش اعتقاد بول اٹھے۔ دیکھو کس طرح اس بچھو نے سپاہی کا قرضہ اوتارا۔

---

؂ جو کچھ اللہ تعالیٰ کرتا ہے اسپر کسی کو نکتہ چینی اور سوال کی جگہ نہیں اور جو کچھ لوگ کرتے ہیں اسپر نکتہ چینی اور سوال ہو سکتا ہے۔

**بائیسواں جواب** - تناسخ کا مسئلہ ماننے سے ثابت ہوتا ہے۔ باری تعالیٰ سخت خود غرض ہیں (معاذ اللہ) کہ بے مزدوری کسی پر رحم - احسان و فضل نہیں فرماتے۔ سبحانہ تعالیٰ عما یصفون

**تئیسواں جواب** - ہم لوگ بعض وقت بیوجہ احسان کرتے اور پھر دوسرے وقت احسان کے خلاف کرتے یا احسان نہیں کرتے اس دو قسم کی مختلف کارروائی سے معلوم ہوتا ہے کہ احسان کرنا ہمارا ذاتی اور خانہ زاد وصف نہیں بلکہ ما بالعرض ہمکو یہ صفت لاحق ہوجاتی ہے اور ہر ما بالعرض کے واسطے ما بالذات ضرور ہے پس لازم آیا کسی جگہ احسان بالذات موجود ہے۔ تو کیوں! اس جگہ کا نام باری تعالیٰ کی پاک ذات نہیں جانتے؟

**چوبیسواں جواب** - تناسخ کے اعتقاد پر ضرور ہے کہ کسی شخص کو جناب باری تعالیٰ کی پاک ذات سے محبت نہ رہے حالانکہ نص ہے اور آپ مانتے ہیں *۔

والذین اٰمنوا اشد حبا للہ ❊

اور یہ بات کہ تناسخ کو ماننے پر باری تعالیٰ سے محبت نہیں رہ سکتی اسلیئے ہے کہ جس جج کی نسبت مجرم کو اعتقاد ہو جاوے کہ ممکن نہیں کہ میری خلاف ورزی قانون - اور جرم کے بعد یہ حاکم مجھ قصوروار پر رحم کریگا وہ حاکم مجرم کو کیوں پیارا ہونے لگا۔ ہاں جس مجرم کا یہ ایمان ہو کہ شاید حاکم سے درگذر ہو جاوے آج نہ سہی کل۔ البتہ وہاں محبت ممکن ہے ؎

**پچیسواں جواب** - حب الاعتقاد ایسے عدل ایزدی کے جسمیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم عطا۔ اور احسان کی امید نہ رہے۔ بدکار کو اسکی جناب میں دعا۔ پرارتھنا لغو اور بیہودہ ہوگی۔ معاذ اللہ۔ مگر کیا پیارا کلمہ قرآن کریم میں موجود ہے ؛۔

انہ لا یئیس من روح اللہ الا القوم الکافرون ❊ اور کیا پیارا ہے - لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعًا۔ ✤

---

❊ ایمان والے تو اللہ تعالیٰ سے بڑی محبت رکھا کرتے ہیں۔

❊ بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات اور احسانوں سے اسکے منکر ہی ناامید ہوا کرتے ہیں۔

✤ خبردار اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کبھی ناامید نہ ہو جیو اللہ تعالیٰ تو تمام گناہوں کو عفو کیا کرتا ہے۔ (پس ایسے رحیم کریم کے در سے ناامیدی جہل ہے)

اور کیسا روح افزا ہے یہ کلمہ اذا سالك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی ٭٭ ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جھنم داخرین

چھبیسواں جواب۔ بدکاری اور نافرمانی کے بعد تناسخ ماننے والے کو عصیان و نافرمانی سے نکلنے کے واسطے تناسخ کے اعتقاد پر چاہیئے کوئی مددگار نہ رہے اسلیئے کہ جناب باری تعالیٰ سے کسی عطیہ کی امید نہیں۔ اسواسطے کہ اس عدالت سے سزا ہی سزا بھگتنے کا فتویٰ لگ چکا۔ وہاں سے عفو کی امید نہیں مگر کیسی لطیف بشارت ہے اس کتاب میں جس میں آیا ہے :- امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء ٭

ستائیسواں جواب۔ تناسخ کے اعتقاد پر چاہیئے کہ گناہ اور اللہ تعالیٰ کی بغاوت ہمیشہ ہوتی رہے۔ اور بدی دنیا سے کبھی نہ اُٹھے۔

اوّل۔ اسلیئے کہ باری تعالیٰ کو بدی کے قائم رکھنے کی ضرورت ہے۔ دوم اسواسطے کہ نیکوں اور اللہ تعالیٰ کے فرمانبرداروں کو بھی بدی کے قائم رہنے دینے کی ضرورت ہے۔

باری تعالیٰ کو اسواسطے کہ جب نیک نے نیکی کی تو حسب الاعتقاد اہل تناسخ کے ضرور ہے کہ باری تعالیٰ اس نیک کو نیکی کا بدلہ دیوے۔ بدلہ کیا ہے یہی گھوڑے۔ ہاتھی بیل۔ اونٹ۔ بکری۔ خوبصورت عورتیں وغیرہ وغیرہ۔ اب اگر بدکار بدکاری نہ کریں تو نیکوں کے واسطے وہ اسباب جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے کہاں سے آوے اسواسطے یا تو بدکاروں کا اسپر احسان ہے کہ ایسے سامان مہیا کر دیتے ہیں۔ یا وہ معاذ اللہ بمجبوری انسے بدی کراتا ہے۔ تاکہ اُسے نیکوں کے انعام میں مدد ملے ٭

---

٭ جب تجھ سے میرے بندے یہ پوچھیں ہمارا رب کہاں ہے جو ہم اس سے دعا کریں تو کہہ وہ فرماتا ہے میں تو بہت ہی قریب ہوں۔ جب کبھی خاص لوگ دعا مانگنے والے مجھ سے مانگیں۔ بس لوگو! چاہیئے اپنے آپکو ایسا بناؤ کہ تمھاری دعائیں قبول ہُوا کریں۔ اور پورے طور پر مجھے مانو۔

٭٭ مجھ ہی سے مانگو اور میری ہی عبادت کرو۔ میں تمھاری دعا۔ اور عبادت قبول کرونگا۔ جو لوگ میری فرمانبرداری سے تکبر کرتے ہیں وہ تو ضرور ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہونگے۔

٭ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرا کون ہے جو مضطر کے اضطراب کے وقت اسکی دعا پر قبولیت عطا کرے۔ اور اُس دکھی کے دُکھ کو دُور کرے۔

نیک اسواسطے بدکاری کو چاہیں کہ انکو بدون بدکاروں کے۔ گھوڑے۔ ہاتھی پھر عورتیں کہاں سے ملیں۔ مکانات کی لکڑیاں کہاں سے آویں۔ گرمی میں بچارے ہندوستانی کس بڑ۔ برگد۔ پیپل کے نیچے آرام کریں۔ اسیواسطے آریہ کے خیال پر لاانتہا زمانہ سے بدکاری دنیا میں موجود ہے اور لاانتہا زمانہ تک بدی موجود رہیگی ؛

**اٹھائیسواں جواب۔** جب گناہ کا ہمیشہ رہنا جیسا ستائیسویں جواب میں بیان ہوا ضروری ٹھہرا اور بدکار کو بدکاری کی سزا اُٹھانا بھی ضرور پڑا۔ تو بتاؤ پھر بدکار کو جناب باری تعالیٰ سے محبت ہوگی یا نفرت؟۔

**انتیسواں جواب۔** محسن۔ مربی۔ مخدوم۔ مصلح۔ ہادی۔ مکرم کو بُرا کہنا فطرت کی گواہی ہے کہ بہت بڑا ظلم ہے۔ خالق فطرت کے کلام میں۔ ایک صدیق کا ذکر ہے۔ وہ فرماتا ہے

انه ربی احسن مثوای۔ انه لا یحب الظالمین ؛

اور خالق فطرت کے کلام میں ہے۔

الطیبات للطیبین والطیبون للطیبات ؛

مگر تناسخ کے ماننے والے اپنے تمام محسنوں کو کیا جانتے ہیں؟

انکے محسن برائیوں کے مرتکب نہ ہوں۔ تو وہ آواگون اور جنم مرن میں کیونکر آویں۔ مگر جنم مرن میں آنا تو ضرور ہے۔ اسلیئے ثابت ہوا کہ وہ لوگ بدی کے بھی مرتکب ہوا کرتے ہیں۔ مسلمان۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عصمت کے قائل ہیں اور جو اعتراض عیسائیوں اور یہودیوں کی تواریخ سے اہل اسلام پر کیئے جاتے ہیں انمیں معترضوں کو دھوکا ہے یا وہ دھوکا دیا چاہتے ہیں۔

**تیسواں جواب۔** ہم آریہ اصحاب سے پوچھتے ہیں۔ انکے بزرگ۔ پتا ماتا نیک خجستہ کردار تھے اور ہیں۔ یا اس کے خلاف؟ اگر نیک اور بھلے تھے۔ اور ہیں اور برائی انمیں نہیں

؛ وہ تو میرا مربی ہے اس نے مجھے اچھی طرح رکھا اگر میں اس سے بدسلوکی کروں تو ظالم ہوں اور اللہ تعالیٰ ظالموں سے محبت نہیں رکھتا

؛ بھلوں کو بھلی بات کہو بھلی باتیں تو بھلوں ہی کیلیئے ہیں۔ اور بھلے لوگ ہی بھلی باتوں کے مستحق ہیں۔

تو چاہیئے وہ ابدی نجات پاجاویں اور آیندہ اُواگون میں جو جنم اور سزا کا گھر ہے نہ آویں پھر اور لوگ آپکے محسن۔ مربی۔ اور بزرگ بنجاویں اور وہ بھی اسی طرح نجات پالیں یہاں تک کہ محدود ارواح کا سلسلہ آخر محدود زمانہ میں ختم ہوجاوے۔ پھر سرشٹی کے پیدا ہونیکا سامان ہی یہاں نہ رہے۔ معاذ اللہ

اور بصورت ثانیہ۔ اگر نیک اور بھلے نہیں تو انمیں کوئی بھی قابل اعتبار نہ رہی بھلا ..... کا اعتبار کیا۔

**اکتیسواں جواب۔** مینے اپنے کانوں بڑے بڑے راجوں۔ مہاراجوں سے سُنا اور بتقدیر ماننے مسئلہ تناسخ کے سچ بھی ہی۔ وہ لوگ کہا کرتے تھے تپوں وراج۔ اور راجوں نرگ کیا معنی۔ تپ۔ یعنی ریاضتوں اور سخت سخت اور مشکل عبادتوں کا نتیجہ یہ ہے کہ ریاضت کنندہ ریاضت کے بعد راجہ ہوجاتا ہی۔ پھر راج کا یہ نتیجہ ہے کہ وہ انسان یعنی راجہ دوزخی ہوجاتا ہے۔ اِس کلام کا دوسرا جملہ یعنی راجوں نرگ اسلیئے بھی سچ ہے کہ راجوں۔ اور مہاراجوں سے اکثر ظلم و تعدی ہوجاتی ہے۔ ان سے پورا انصاف محال ہے۔ پھر عیاشی اور فضولی وغیرہ وغیرہ آفات میں مبتلا رہتے ہیں۔

بلکہ میرے جیسا تجربہ کار تو شہادت بھی دے سکتا ہی کہ علی العموم یہ دوسرا جملہ سچ ہی۔ کیونکہ دوزخ کا نمونہ ان میں مجھے دکھائی دیتا ہے۔ جیسے سفلس۔ آتشک۔ پہاڑی روگ گرمی۔ باد۔ مشجر۔ مبارک کہتے ہیں۔ اہل مصر نے نائیٹریٹ اُف سلور (nitrate of silver) کا کیسا خوبصورت نام رکھا ہے الحجر الجہنمی میں جب کبھی آتشک کے زخموں پر اسکا استعمال کرتا ہوں۔ اسوقت اس مصری نام کی خوبی جیسی مجھے معلوم ہوتی ہے شاید ایک ناتجربہ کار یا شرائع سے ناواقف کو ہرگز معلوم نہ ہوتی ہوگی۔

**بتیسواں جواب۔** ہم نے مانا۔ آرام و تکلیف اعمال کے ثمرات ہیں۔ مگر یہ کیوں نہیں کہا جاتا ہے کہ وہ اعمال دنیوی اور اسی جنم کے ہیں۔ ہاں ثمرات اعمال میں یہ فائدہ بھی ہے کہ جزا۔ سزا میں باعث انعام اور موجب سزا کا علم اور اسکا یاد ہونا ضرور ہے ثمرات میں علم اور یاد اسباب ضروری نہیں۔

غایۃ مافی الباب۔ ہمیں وہ اسباب و موجبات یاد نہ ہوں۔ سو ایسی یادداشت تو تناسخ ماننے والوں کے نزدیک بھی ضرور نہیں۔

رہی یہ بات کہ بچہ میں ایسے کون سے اعمال ہیں جن کے باعث بچہ نے سزا بھگتی یا جس کا ثمرہ اُٹھایا۔ سو اسکے سردست دو۲ جواب ہیں۔

**اوّل**۔ یہ کہ اعمال دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ اعمال ہیں جن کا ثمرہ یا جزا لینے میں عامل اور فاعل یا مرتکب کا عاقل و بالغ اور سمجھدار ہونا جان بوجھ کر قانون قدرت کی خلاف ورزی کا مرتکب ہونا ضرور نہیں۔ مثلاً ایک نادان لڑکا آگ میں ہاتھ ڈال دے۔ زہریلا دودھ پلایا جاوے۔ ایسی خلاف ورزی میں سزا۔ جزا۔ اور ثمرہ کا اُٹھانا ضرور ہی۔ بہت نہ ہو تو تھوڑا سہی۔ مگر ایسی صورتیں اگر قدرے قلیل دکھ دائک اور رنج رساں ہوں تو انکی تلافی اس اجر عظیم سے ہو جاتی ہی۔ جسے شہادت کا مرتبہ کہتے ہیں۔

دوسرے وہ اعمال ہیں جنمیں قانون کی خلاف ورزی میں مرتکب جرائم کا عاقل بالغ جان بوجھ کر جرم کا مرتکب ہونا ضروری ہے۔ ایسے قوانین کو قانون شریعت۔ قانون حکما۔ قانون حکام کہتے ہیں۔ پس لڑکے قانون قدرت کی خلاف ورزی میں گرفتار ہیں انہوں نے خود کی ہے یا انکے والدین اور مربیوں نے۔

**دوئم**۔ لڑکے بھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ جان بوجھ کر کسی برائی کے مرتکب ہُوا کرتے ہیں اور اسی کی سزا میں گرفتار ہوتے ہیں۔ یا تو اسلیئے کہ بُرائی کی مرتکب اُنکی روح ہے۔ اور انکی روح چیتن (ہوشیار) اور انکی کمزوری کے وقت ایسی گن۔ کرم اور سبھاؤ کے ساتھ ہے جیسے جوانی کے وقت۔ اور یا اسلیئے کہ جسقدر کے وہ لڑکے ہیں۔ اور جسقدر ان کے جسم اور عناصر کی استعداد ہے اسقدر کی سمجھ والی انکی روح بھی ہے۔ پھر جیسے چھوٹی سی چیونٹی بھی روح اور سمجھ کی ایک مقدار رکھتی ہے اور سمجھ کے خلاف مرتکب بھی ہوتی ہے۔ اسی طرح وہ لڑکے بھی جنکو بیمار دیکھتے ہو۔ اپنی وسعت سمجھ کے موافق کسی خلاف ورزی کے مرتکب ہوئے ہوں۔ جب ہم عقلا اور حکما اور بڑے بڑے سمجھ والوں کو دیکھتے ہیں۔ کہ وہ لوگ بھی عقل اور سمجھ کے خلاف کرتے ہیں

اور اسکی سزا پاتے ہیں۔ لڑکوں کو کچھ بڑی تکلیف نہیں ہوتی۔ اور ان کے والدین و مربی اپنے اسی جنم کے اعمال کی سزا بھگت لیتے ہیں۔ اور جائز ہے کہ ایسے لڑکوں کو آیندہ ابدالآباد زندگی میں ترقی کا سامان مل جاوے۔

تینتیسواں جواب۔ نیکی کا اثر اگرچہ عمدہ ہوتا ہے۔ مگر نیک اپنی نیکی پر کبھی تکبر کرتا۔ نیکی کو اور لوگوں کو دکھلانے کے واسطے بجالاتا ہے۔ اور دوسرے لوگوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

اور بدی کا اثر اگرچہ برا ہونا چاہیئے۔ مگر بدکار اپنی بدکاری پر جب نظر کرتا ہے۔ تو بارگاہ الٰہی میں عجز و انکسار۔ اضطراب۔ شرمندگی ظاہر کرتا اور دعائیں مانگتا ہے۔ اسلیئے نیک اپنی نیکی کو تباہ کر دیتا ہے۔ اور بدکار بدی کے بعد مقرب بارگاہ الٰہی ہو جاتا ہے۔ تب جسکو ہم اور تم عام نگاہ کے لوگ نیک سمجھتے تھے۔ دُکھی دیکھتے ہیں۔ اور بدکار کو سُکھی۔ اور اپنے غلط توہمات سے اگر کہ دیں کہ یہ تکالیف نیک پر اسکے پورویلے جنم کا پھل ہیں اور یہ آسائشیں بدکار کو اسکے پورویلے جنم کا پھل ہیں تو ہمارا یہ توہم غلط ہوگا۔ کیونکہ ممکن ہے ہماری تشخیص نے غلطی کھائی ہو۔

چونتیسواں جواب۔ نیکیوں کے بہت اقسام ہیں۔ پھر جیسے نیکیوں کے انواع و اقسام ہیں۔ ایسے ہی نیکیوں کے ثمرات اور نتائج کے بھی اقسام ہیں۔ اکثر لوگوں کی یہ حالت ہے کہ ایک قسم یا سو ہزار قسم کی نیکی کرتے ہیں۔ اور جس جس قسم کی نیکی کرتے ہیں۔ اسکے انواع و اقسام کی برکات اور ثمرات کو حاصل کرتے ہیں۔ مگر وہی نیک ایک قسم کی نیکی کرنیوالے اور طرح طرح کی بدی بھی کرتے ہیں۔ اور ان بدیوں کی سزا بھگتتے ہیں۔

پھر یہ بھی ہے کہ بعض نیکیاں اس قسم کی ہیں کہ جلد اپنا پھل دیتی ہیں۔ اور بعض نیکیاں اپنا ثمرہ مدت کے بعد ظاہر کرتی ہیں۔ ایسی حالت میں نظارہ کنندہ کبھی غلطی میں پھنسکر کسی قسم کی بدی کے مرتکب کو مطلق نیک۔ اور کسی قسم کی نیکی کرنیوالے کو بدکار کہہ بیٹھتا ہے اس جواب کو یہ قصہ واضح کرتا ہے۔

خاکسار ایک بار مجلس میں انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا پر احباب کو

کچھ سنا رہا تھا ایک شخص نے دریافت کیا کہ جب تمام آرام ایمان سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ اور انواع و اقسام آلام کفر و نا فرمانی سے۔ تو انگریز کیوں جیوۃ دنیا میں منصور و دولتمند ہیں۔ تب خاکسار نے اُسے اور عام اہل مجلس سے عرض کیا کہ ایمان کے ادنیٰ ترین شعبوں میں سے اماطۃ الاذیٰ عن الطریق ہے۔ یعنی رستوں کو صاف کرنا۔ رستوں میں سے دکھ دینے والی اشیاء کو دور کرنا اور مومنوں کی تعریف میں آیا ہے وامرھم شوریٰ بینھم ۲۵/۳۶ مومن وہ ہیں جنکی حکومت جنکے کام مشورہ سے ہوں۔ اور مومنوں کو کہا گیا ہے لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی وَاَنَّ سَعْیَہٗ سَوْفَ یُرٰی میرے پیارے مخاطبو! ان چند ایمانی احکام پر انگریزوں نے عمل کیا اور تم نے ان احکام پر عملدرآمد سے مُنہ موڑا جن لوگوں نے ان احکام اسلام کو لیا وہ ان احکام کے پھل بھی اٹھا رہے ہیں تم نے نافرمانی کی اسکا بدلہ بھی بھگت رہے ہو۔ یہ تو اوامر کی تمثیل ہے۔ ایسا ہی الٰہی نواہی پر نظر کرو۔ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم۔ اس آیت شریفہ میں تم کو حکم ہے باہمی جنگ و جدال چھوڑ دو ورنہ بودے ہو جاؤ گے۔ تمھاری ہوا بگڑ جائیگی اس نہی کی تم نے پروا نہ کی۔ اللہ کے فضل سے تم بھائی بھائی تھے مگر تم اعدا ہو گئے۔ غرض کہ تم لوگ اپنی نافرمانیوں کے وبالوں میں گرفتار ہو۔ ہاں نمازیں پڑھتے ہو روزے رکھتے ہو زکوٰتیں دیتے ہو۔ حج ادا کرتے اور ان سب کے مقدم توحید پر ایمان لائے ہو اور انگریز مثلاً ان احکام کے منکر ہیں۔ تو اعمال کے ثمرات تم ہی اُٹھاؤ گے۔ انگریز ان کا پھل نہ لیں گے۔ غرض جو شخص جس قسم کا بیج بوئیگا اس قسم کا پھل اُٹھائیگا لعلکم تتفکرون فی الدنیا والاٰخرۃ ۲/۲۲۰ کی صدا اسکے صحابہ کو اٰمؐ اور انکے اتباع عظام نے دین اور دنیا دونو حسنات کا بیج بویا تھا دونو کا پھل اُٹھایا۔

پینتیسواں جواب۔ نیک شخص کے دو پہلو ہیں۔ ایک جہت میں۔ وہ اللہ تعالیٰ کا محب۔ اور ایک جہت میں بباعث اپنی نیکیوں کے اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے۔ نیک پر تکالیف کا آنا ممکن ہے کہ محب کی جہت سے ہو۔ نہ محبوبیت کی جہت سے۔ اور انعامات محبوبیت کی جہت سے ہوں۔ نہ محب ہونے کی وجہ سے ۔

# احمدیوں اور غیر احمدیوں میں فرق

(نمبر ۲)

مرقومہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب

(انگریزی سے ترجمہ کیا گیا)

پچھلے مضمون میں الہام کے متعلق جو اختلاف بیان ہوا۔ وہ ہمیں حضرت احمد علیہ السلام اور آپ کے مخالفین کے درمیان ایک اور ضروری اور دلچسپ بحث کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ وہ یہ کہ کیا نبی عربی کے بعد کوئی اور نبی بھی دنیا میں آسکتا ہے؟ احمد علیہ السلام کا اعتقاد ہے۔ کہ یقیناً یقیناً شریعت قرآن شریف میں مکمل ہو چکی اور وہ تمام قوموں اور تمام زمانوں کے لیئے ہے۔ لیکن اسی کی قدم بقدم پیروی سے اب بھی نبوت حاصل ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ احمد علیہ السلام نے عملاً بتا دیا ہے۔ لیکن آپکے مخالف اس وجہ سے کہ قرآن شریف مکمل کتاب ہے نبی کریم کے بعد ہر ایک نبی کی آمد سے انکار کرتے ہیں۔ احمد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ ٹھیک بات ہے۔ لیکن اسکو مسئلہ زیر بحث سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ نبی کریم صلعم کی بعثت سے پہلے باوجود موسوی شریعت مکمل ہونے کے بنی اسرائیل میں بیسیوں نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد مبعوث ہوئے۔ اب تمام بحث اس بات پر آٹھہرتی ہے کہ نبی کی کیا تعریف ہے؟ کیا یہ ضروری ہے کہ ہر ایک نبی اپنے ساتھ ایک نئی کتاب لائے؟ اسکے جواب میں احمد علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانیوالا ہو اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اسکے لیئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے۔ کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔"

لیکن انکے مخالفین اس تعریف کو نہیں مانتے۔ اور کہتے ہیں کہ ہر نبی کو اپنے پہلے نبی کی

تعلیم میں تبدیلی کرنی ضروری ہے۔ اور اسی طرح پہلے نبی کا متبع نہ ہونا بھی لازمی امر ہے اِس طرح انکی نظر میں بانیٔ اسلام کے بعد نبوت کا مدعی کافر اور اسلام کا دشمن ہے۔ احمد علیہ السلام نے ڈنکے کی چوٹ اپنی پوزیشن کو ظاہر کیا اور بار بار بتلایا کہ مَیں ایک امتی ہوں اور اسلام کی خدمت کیلیئے اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے۔ انہوں نے کوئی کتاب یا ہینڈبل شائع نہیں کیئے اور کوئی تقریر نہیں کی جس میں اس اعتراض کی تردید نہ کی ہو مگر خاتم النبیین کے بعد کسی نبی کا آنا ہی اُن ملاؤں کے لیئے ایک اجنبی بات تھی۔ جن سے کہ احمد علیہ السلام کو مقابلہ پڑا اور عوام الناس حسب عادت اس بات میں ملانوں کے ہی ساتھ تھے۔ مخالفت کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے۔ کہ جو کوئی آپ سے مصافحہ کرتا یا جان بوجھ کر آپ کی طرف نظر اُٹھاتا وہ اسلامی برادری سے خارج سمجھا جاتا تھا۔ لیکن احمد علیہ السلام ان باتوں کے سبب اپنی دعوتِ حق سے باز نہیں رہ سکتے تھے۔ وہ فوراً اپنے حملہ آوروں پر لوٹے۔ کہ کیا تم آخری زمانہ میں مسیحؑ کی بعثت کو نہیں مانتے؟ مسیحؑ کون تھے؟ وہ صرف ایک نبی تھے جو بنی اسرائیل میں اب سے ۱۹ صدی پہلے مبعوث ہوئے۔ پس اگر مسیحؑ نبی عربی صلعم کے بعد نازل ہو سکتے ہیں۔ تو کیوں احمد علیہ السلام نہیں ہو سکتے۔ وہ تو بدرجہ اولیٰ ہو سکتے ہیں کیونکہ مسیحؑ نے نبوت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے بغیر حاصل کی اور احمدؑ آپ کے غلام تھے اور آپ کی پوری پوری متابعت سے منصب نبوت کو حاصل کیا۔ اس طرح انکو انکے گھر تک پہنچایا۔ لیکن مخالفین احمدؑ نے اپنا پہلو بدل لیا۔ کہ اگر خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے اور آیندہ کی خبروں کو بذریعہ الہام پانے کا نام نبوت ہے۔ تو اسلامی نبیوں کی تعداد بہت بڑھ جاتی ہے۔ احمد علیہ السلام کے پاس اسکا جواب بھی موجود تھا۔ فرمایا کہ ایک پیسہ پاس ہونے سے کوئی آدمی دولتمند نہیں کہلا سکتا۔ اگرچہ پیسہ بھی دولت ہی ہے۔ یہی حال اس مسئلہ میں بھی سمجھ لو۔ اسمیں شک نہیں کہ بہت سے لوگوں نے رؤیا صالحہ دیکھیں اور اللہ تعالیٰ کی آواز آیندہ کی خبریں بتاتی ہوئی سنی لیکن وہ نبی نہیں کہلا سکتے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے گہرا تعلق نہیں رکھتے تھے اور نہ انہوں نے بکثرت مخاطبہ الٰہیہ کا شرف حاصل کیا جسمیں آیندہ کے ایسے نہایت ضروری راز دل کو

بتلایا گیا ہو۔ جو نبوت کے لئے لازمی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بانی اسلامؐ کے بعد سوائے احمد علیہ السلام کے کسی نے اس منصب پر مامور ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ مگر یہ معاملہ اتنی آسانی سے طے نہیں ہو سکتا تھا۔ مخالفینِ احمدؑ نے قرآن شریف اور احادیث کے حوالے دیئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں۔ مثلاً قرآن شریف فرماتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس کے صرف یہی معنی ہیں کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ احمد علیہ السلام نے ان معنوں کو قبول نہ کیا اور فرمایا کہ خاتم النبیین کے یہ معنی نہیں۔ کہ آپ آخری نبی ہیں۔ بلکہ اسکے یہ معنی ہیں۔ کہ اب کوئی نبی نہیں آ سکتا جس پر آپکی مہر ثبت نہ ہو۔ مہر سے مراد تصدیق کی مہر ہے نہ کہ بند کرنے کی مہر۔ جیسا کہ عبارت سے پتہ چلتا ہے پوری آیت یہ ہے۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ اب اولاد دو طرح کی ہو سکتی ہے ایک روحانی اور ایک جسمانی۔ اس آیت میں جسمانی اولاد نرینہ کی نفی کی گئی ہے۔ اب اگر لفظ مہر (خاتم) کے معنی آخری ہوں تو اس ساری آیت کا یہ مفہوم بنے گا کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسمانی سلسلے کے آخر ہیں لیکن روحانی سلسلے کے آخر ہیں اور یہ ایک مہمل کلام ہو جاتا ہے۔ پس تصدیق کی مہر کے سوا اور کوئی مہر (خاتم) نہیں ہے۔ اس لحاظ سے نبی کریمؐ ان نبیوں کے بھی (خاتم) مصدق ہیں جو آپ سے پہلے گذر چکے۔ ہمارے پاس سوائے قرآن شریف کی شہادت کے اور کوئی ثبوت نہیں کہ حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ حضرت داؤدؑ حضرت مسیحؑ یا کوئی اور پہلا نبی سچے رسول تھے۔ اسلامی کتب کو چھوڑ کر اگر ہم کسی پہلے نبی کی نبوت کو بطور خود پرکھنا شروع کریں۔ تو ہمیں یقیناً بہت سے نبی ایسے ملیں گے جو معیار صداقت پر ہرگز ہرگز پورے نہ اترینگے۔ کیونکہ اور کتابوں میں انکو بڑے بُرے بُرے رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ صرف قرآن شریف ہی ہے۔ جو انہیں انکے اصلی رنگ میں پیش کرتا ہے۔ اور نبی کے خطاب کا مستحق ٹھہراتا ہے۔ احمد علیہ السلام نے قرآن شریف کی اور آیتیں بھی پیش کی ہیں۔ جو مندرجہ بالا آیت کے حقیقی معنوں کی تائید کرتی ہیں۔ قرآن میں ہم پڑھتے ہیں ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک

مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ نبوت کا دروازہ متبعین نبی کریمؐ کے لیئے کھلا ہے اور قرآن شریف کی پہلی ہی سورۃ میں رحیم کریم خدا نے بندے کو تعلیم دی ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم اب اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخری نبی تھے۔ تو اللہ تعالیٰ کی بتلائی ہوئی یہ دعا فضول ٹھیرتی ہے کیونکہ خواہ کوئی کتنی ہی دعا کرے نبوت کا دروازہ جو اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے اسکے لیئے بند ہو گا یہ عقیدہ بانیٔ اسلام کے لیئے نہایت ہی ہتک آمیز ہے۔ عام نبی آئے اور اپنے متبعین پر نعمتوں کے دروازے کھول گئے۔ لیکن سب سے اعلیٰ نبی آتے ہیں اور کھلے ہوئے دروازوں کو بند کر دیتے ہیں۔ گویا کہ ان لوگوں کے لیئے جو آپ کو مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تازیانہ ہے۔ نعوذ باللہ من ھذہ الھفوات۔

اب حدیث کو لو۔ لیکن پیشتر اسکے کہ اس نقطۂ خیال سے اس بارہ میں غور کریں۔ یہ ضروری ہے کہ میں حدیثوں کی بابت احمد علیہ السلام کا اعتقاد بتا دوں۔ آپؑ فرماتے ہیں :۔

"اگر کوئی ایسی حدیث ہو۔ جو قرآن شریف کے بیان کردہ امور سے صریح مخالف ہے۔ تو اسکی تطبیق کیلیئے فکر کرو شاید وہ تعارض تمھاری ہی غلطی ہو۔ اور اگر کسی طرح وہ تعارض دور نہ ہو۔ تو ایسی حدیث کو پھینک دو۔ کہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں ہے"۔

اور فرماتے ہیں :۔

"حدیث جو ایک ظنی مرتبہ پر ہے قرآن پر ہرگز قاضی نہیں ہو سکتی صرف ثبوت مؤید کے رنگ میں ہے"۔

یہ احمد علیہ السلام نے ان لوگوں کے جواب میں فرمایا ہے جو آپ کے متعلق بحث کرتے ہوئے نبی کریمؐ کی ان احادیث کو پیش کرتے ہیں۔ جو قرآن کی آیات بینات کے مخالف ہیں

میں یہ بھی بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ احمد علیہ السلام نے سُنّت اور حدیث میں فرق کیا ہے جو عموماً ایک ہی سمجھ لیجاتی ہیں حالانکہ حقیقت میں وہ دو نو جُدا جُدا چیزیں ہیں سُنّت اُس دستورالعمل کا نام ہے۔ جو تعامل کی صورت میں نبی کریم صلعم سے لے کر ہم تک بتواتر پُہنچا۔ نہ کہ کسی لکھی ہوئی کتاب یا زبانی تعلیم کے ذریعے سے۔ احادیث نبویہ آپ کی وفات سے ۲ صدی بعد جمع کی گئی تھیں۔ لیکن سُنّت نبی کریمؐ کی زندگی سے ہی چلی آتی ہے۔ یہ مثال اسکو صاف کر دیگی۔ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ مومنوں پر نماز فرض ہے۔ لیکن تعداد اور نماز کے اوقات قرآن میں صاف طور پر کہیں مذکور نہیں۔ نبی کریم صلعم نے اپنے فعل سے صحابہؓ کو بتلا دیا۔ کہ پانچ نمازیں فرض ہیں اور فلاں فلاں انکا وقت ہے جو انکے بعد آئے یعنی تابعین انہوں نے صحابہؓ کی پیروی کی اور اسی طرح سلسلہ چلتا گیا۔ پس ہمیں معلوم ہونا چاہیئے کہ سُنّت مسلمانوں کا ایک مذہبی عمل ہے جو زمانہ بزمانہ پُہنچا۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ سنت تحریر میں لاکر احادیث کا حصہ بھی بنادی گئی ہے۔ حدیث وہ حصہ ہے جسمیں نبی کریم صلعم کے وہ حکم درج ہیں جو اسلامی دستورالعمل میں نہیں آئے۔ اب مَیں اصل مضمون کی طرف آتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلعم نے ایک دفعہ فرمایا "لا نبیّ بعدی" یہ بہت ہی آسان فقرہ ہے اور اسکے کوئی پوشیدہ معنی نہیں ہیں اسلئے محمد رسول اللہ صلعم کے بعد جو کوئی نبوّت کا دعویٰ کرتا ہے وہ کذاب ہے" (معاذ اللہ)۔ یہ ہے وہ دلیل جو احمد علیہ السلام کے مخالفین دیتے ہیں۔

لیکن احمد علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ اس حدیث کے یہ معنی ہیں۔ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی غیر امتی یعنی مستقل صاحبِ شریعت نبی نہیں۔ ورنہ کیوں آپ ایک اور مشہور حدیث میں آخری زمانہ کے مصلح کو نبی کے نام سے پکارتے؟ پھر یہ کہ آپ کی پیاری بیوی حضرت عائشہؓ سے ایک اور حدیث مروی ہے۔ جو حدیث زیر بحث کا صحیح صحیح مطلب کھول دیتی ہے یعنی قولوا انہ خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ - یہ حدیث لفظ خاتم (مہر) کے معنی کو بھی کھولتی ہے۔ جو مندرجہ بالا قرآنی آیت میں آچکا ہے ہاں ایک معنوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم درحقیقت آخری نبی ہیں اور احمد علیہ السلام

بھی باوجود نبی اللہ کا دعویٰ کرنے کے انکو ایسا ہی مانتے ہیں۔ کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی غیر متبع نبی نہیں۔ یعنی کوئی ایسا شخص آپؐ کے بعد نبی نہیں ہو سکتا جس نے آپؐ کی قدم بقدم پیروی نہ کی ہو۔ ہاں مگر وہ جو آئینہ کی طرح اپنے آقا کی تمام خوبیاں منعکس کرنی شروع کرے۔ حضرت محمد صلعم میں ایسا محو ہو جاوے کہ اپنی شخصیت کو مٹا دے اور اس طرح وہی بن جاوے۔ یہ ظاہر بات ہے کہ ایسا شخص اور تمام خوبیوں کے ساتھ اپنے آقا کی نبوت کا بھی وارث ہوگا اور نبی کہلائیگا مگر اسکی نبوت کوئی نئی نبوت نہ ہوگی۔ بلکہ وہی پرانی نبوت ایک نئی شکل میں منعکس ہوگی۔ ان معنوں کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں آتا۔ اگر ہم قرآنی لفظ خاتم کو بند کرنے والی مہر سمجھیں۔ کیونکہ ایسی نبوت ختم نبوت کو ہرگز نہیں توڑیگی جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ احمد فرماتے ہیں ہاں حضرت عیسیٰؑ دوبارہ دنیا میں بغیر خاتم النبیین کی مہر توڑنے کے نہیں آسکتے۔ کیونکہ وہ امتی نبی نہیں بلکہ مستقل نبی تھے اسلیئے انکے اترنے سے مہر ٹوٹ جائیگی۔ قارئین کرام کو معلوم ہوگا۔ کہ عام مسلمان عیسیٰ علیہ السلام کے بذاتہ آسمان سے زمین پر اترنے کا اعتقاد رکھتے ہیں جو آخری زمانہ کا موعودہ مصلح ہوگا جس کا احمد علیہ السلام کو دعویٰ ہے۔ پھر نبی کریمؐ کی ایک اور حدیث ہے۔ لو کان بعدی نبیاً فعمر۔ احمد علیہ السلام کے مخالفین کو اس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ہر صورت میں آخری ہونا صاف نظر آرہا ہے، لیکن اگر ہم اسپر اچھی طرح غور کریں اور اسے تاریخ کی روشنی میں لائیں تو اس دلیل کی کمزوری صاف ظاہر ہو جاتی ہے۔ اسلامی تاریخ دان خوب جانتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ایک بڑے مدبر تھے۔ یہ بات انکے زمانہ خلافت میں صاف طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن اوائل میں بھی جبکہ وہ خدام نبی کریمؐ میں سے صرف ایک خادم کی حیثیت رکھتے تھے انکے فطری ملکہ وضع قوانین کی بہت سی مثالیں ہمیں ملتی ہیں۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوا ہے کہ حضرت عمرؓ نے کسی نہایت ضروری معاملہ میں رائے دی اور نبی کریمؐ اسپر عمل کرنے میں جھجکے۔ تو الہام الٰہی ہوا جس سے پتہ لگا کہ حضرت عمرؓ راستی پر ہیں۔ انہی باتوں کو دیکھ کر ہی نبی کریمؐ نے فرمایا کہ میرے بعد اگر نبوت ہوتی تو حضرت عمرؓ نبی ہوتے۔ اس سے ثابت

ہوتا ہے۔ کہ مندرجہ بالا حدیث میں نبی کا لفظ تشریعی نبی کے لیئے ہے۔ اور یقیناً ان معنوں میں نبی کریم صلعم آخری نبی ہیں۔

احمد علیہ السلام کی ایک تحریر کے بعد میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں فرماتے ہیں "نبوت کی کھڑکیاں بند کی گئیں۔ مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنافی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے۔ اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے۔ جو نبوت محمدیہ کی چادر ہے۔ اسلیئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں۔ کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں۔ بلکہ اپنے نبی کے چشمے سے لیتا ہے"

پھر فرماتے ہیں۔ "غرض میری نبوت اور رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے نہ میرے نفس کے رو سے اور یہ نام بحیثیت فنافی الرسول مجھے ملا لہٰذا خاتم النبیین کے مفہوم میں فرق نہ آیا۔ لیکن عیسیٰؑ کے اُترنے سے ضرور فرق آئیگا"

---

# اخبار احمدیہ

**قادیان :-** ۱۰۔ مارچ کو حضرت مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر اخبار صادق و ممبر رائل ایشاٹک سوسائٹی لنڈن قادیان سے انگلستان کو داعی اسلام کی حیثیت سے روانہ ہوئے۔ حضرت اقدس مع خدام مفتی صاحب موصوف کو رخصت کرنے کے لیئے قصبہ سے باہر قریباً ۲ میل کے فاصلہ تک تشریف لے گئے۔ حضرت مفتی صاحب کی قادیان سے روانگی کے قبل مدرسہ احمدیہ و تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طلباء نے آپکی شاندار ضیافتہائے چائے کیں ان ضیافتہائے چائے میں حضرت خلیفۃ المسیح بھی مدعو تھے طلباء نے اپنے ایڈریس پیش کیئے اور حضرت مفتی صاحب سے اظہار اخلاص کیا۔ مسٹر جوبارڈ یورپین نومسلم نے بتایا کہ کس طرح مفتی صاحب کی دل لبھانیوالی اور میٹھی میٹھی تقریروں نے انکو جوبارڈ سے عبد الجبار بنایا تھا۔ مسٹر ابو الحسن سیلونی طالب علم نے اس موقعہ پر سیلون کے احمدیوں کی قائمقامی کرتے ہوئے حضرت اقدس سے درخواست کی کہ سیلون کو ایک مفتی صاحب کا سا مبلغ بھیجا جائے۔ حضرت مفتی صاحب

نے طلباء اور دوسرے معززین کا شکریہ ادا کرنے کے بعد فرمایا کہ مَیں انگلستان میں جاکر وہاں کے لوگوں کی تقلید نہیں کرونگا بلکہ اُنسے دینی تقلید کراؤں گا انشاءاللہ میرا لباس یہی ہوگا جو اَب ہے اور مَیں وہی کچھ پیش کرونگا جو میرے دل میں ہے۔ اور ایک خواب سنایا جسمیں کئی برس ہوئے دیکھا کہ ہَمِیں (مفتی صاحب) اور حضرت صاحبزادہ صاحب (خلیفہ ثانی) ولایت میں ہیں۔ پس اب وہ خواب پورا ہوگیا۔ حضرت کے زمانہ میں مَیں جارہا ہوں اور آپکی دعائیں میرے ساتھ ہیں آخر میں حضرت خلیفۃ المسیحؑ نے نہایت قابل قدر نصائح فرمائیں اور فرمایا کہ مفتی صاحب ہمارے موجودہ اور آیندہ بننے والے مبلغین یاد رکھیں کہ وہ کبھی یہ نہ کہیں کہ "ہم مسلمان بنائینگے" یہ کام خدا کا ہے وہ ہمیشہ یہ کہیں کہ "ہم اسلام پہنچائینگے" قرآن کریم میں پہنچانے کا ہی ارشاد ہے۔ پھر فرمایا " انگلستان نے ہمپر بہت احسان کیئے ہیں خداوند تعالیٰ حکم دیتے ہیں کہ " ھل جزاء الاحسان الا الاحسان" اب ہم دنیوی طور پر کوئی بدلہ نہیں دے سکتے۔ اگر ہم احسان کا کوئی بہتر بدلہ دے سکتے ہیں تو وہ یہ ہے کہ جس انگلستان نے ہمارے ملک کو تاریکی کے بجائے علم دیا ہے۔ تاریخ بتائی ہے جغرافیہ پڑھائی ہیں ہم اُس انگلستان کے بچوں کو 'خدا کا نام' سکھائیں اور اسلام کی روشنی پہنچائیں۔

قادیان میں سکھوں اور آریوں کے جلسے اسی ماہ میں ہوئے۔ سکھوں کے ایک واعظ اور شیخ محمد یوسف صاحب اڈیٹر نور کا تبادلہ خیالات مدرسہ احمدیہ کے ایک کمرے میں ہوا اور حضرت باوا نانکؒ کے اسلام پر گفتگو ہوئی۔ جو سامعین نے دلچسپی اور امن سے سُنی مگر سکھ مناظر نے اپنے ہاں جاکر خلاف تہذیب الفاظ کا استعمال کیا اور اپنے علم کا ثبوت باوا صاحب کے حج کو جانے کا ذکر کرتے ہوئے اس فقرہ سے دیا " اصحابؓ اُنسے کہاں" اب اصحابؓ رسولؐ کہاں اور حضرت باوا صاحبؒ کا زمانہ کہاں۔

آریہ صاحبان کے اپنے پنڈال میں حضرت میر قاسم علی صاحب اڈیٹر فاروق اور آریہ مناظر کی نہایت امن اور عمدگی و سنجیدگی سے مسئلہ تناسخ پر دو وقتوں میں

۳ ½ گھنٹے تک گفتگو ہوئی۔ سامعین کو آریہ مناظر کی کمزوری اور عاجزی کا اور میر صاحب کی قادر الکلامی و حاضر جوابی کا اور نیز مسئلہ تناسخ کے بے بنیاد ہونے کا کما حقہ علم ہو گیا ؛

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح کی صحت نسبتاً اچھی ہے اور آپ مہمات دینی میں مصروف ہیں۔ حضور نے ۲۳۔ مارچ کو خطبہ جمعہ میں اُس عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر فرمایا جسکی خبر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام "زار بھی ہوگا تو ہوگا اُس گھڑی باحال زار" کے ذریعہ سے آج سے بارہ سال پہلے دی تھی اور جو زار رُوس کے تخت شاہی سے دست بردار ہونے اور رُوس میں جمہوری حکومت کا دور دورہ ہو جانے سے پوری ہوتی ہے۔ فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے اس پیشگوئی کو اس طور پر پورا فرمایا کہ ہم جسقدر چاہیں اسکی اشاعت کریں کیونکہ نئی حکومت ہماری سرکار کی پہلی حکومت سے زیادہ دوست اور جنگ کی زیادہ حامی ہے ؛

احمدیہ کانفرنس کے اجلاس ۷ و ۸ و ۹۔ اپریل کو انشاء اللہ قادیان میں ہونگے ؛

**انگلستان** } مبلغ احمدیت قاضی عبد اللہ صاحب لنڈن سے خبر دیتے ہیں کہ جس خاتون کے اسلام لانے کی امید کی جاتی تھی آخر وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام لے آئی اور حضرت احمد مسیح موعود پر بھی ایمان۔ خاتون موصوفہ کا نام مسز بینفولڈ ہے (Mrs Penfold) حضرت نے اُنکا اسلامی نام خدیجہ رکھا ہے اللہ تعالیٰ اس نئی بہن کو استقامت بخشے آمین۔

قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ وہ رائٹ آنریبل سید امیر علی بالقابہ سے ملاقات کرنے گئے اور احمدیت کی نسبت اُنسے آدھ گھنٹہ تک گفتگو ہوتی رہی ؛

حضرت مفتی محمد صادق صاحب ۲۱۔ مارچ کو بمبئی سے روانہ ہو گئے سب لوگ اُنکے سلامتی سے پہنچنے کی دعا فرماویں ؛

بہن سلمہ اپنے ایک نامہ اخلاص میں لکھتی ہیں "خدا کرے کہ میں موت سے پہلے قادیان پہنچوں" اور لکھتی ہیں "کہ برادر عبد اللہ الہ دین کی کتاب کی جسقدر تعریف کیجائے کم ہے یہ کتاب ووکنگ والوں کے تابوت میں ایک اور کیل ہے" یہ خاتون اپنے اخلاص میں اسقدر ترقی کر رہی ہے کہ اُسکی حالت دیکھکر رشک آتا ہے وہ ہندوستانی غیر احمدیوں کو

احمدیت کی تبلیغ کرتی رہتی ہیں ؛

**ماریشس :-** سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ روز ہل ماریشس تحریر فرماتے ہیں کہ سلسلہ عالیہ خدا کے فضل سے ترقی کر رہا ہے سینٹ پیرلی اور موکہ میں نئی انجمنیں قائم ہوگئی ہیں قریباً ایک سو نئے آدمیوں نے بیعت کی ہے سینٹ پیرلی کے احمدیوں میں سیٹھ بھوا نکے لڑکے اور دوسرے تجار بھی ہیں یہ سب لوگ دو دو لاکھ روپیہ سرمایہ کی دوکانیں رکھتے ہیں - ماریشس اب انشاء اللہ صدر انجمن کی مالی امداد بھی کریگا - اور مولوی غلام محمد صاحب کے آیندہ تبلیغی سفر کا خرچ ادا کریگا " اللّٰھم زد فزد - احمدیان ماریشس کی تعداد اب خدا کے فضل سے ۲۶۹ ہے ؛

**سیلون :-** انجمن احمدیہ سیلو آئیلینڈ کولمبو نے چوہدری فتح محمد صاحب کی کتاب " ایمان سے اطمینان تک " کا تامل ترجمہ شائع کیا ہے اُس سے غیر احمدیوں میں پھر جوش پھیل گیا ہے اور نبوت مسیح موعودؑ پر عنقریب ایک مباحثہ ہونے والا ہے انجمن احمدیہ نے غیر احمدیوں کے چیلنج کو منظور کر لیا ہے - حضرت خلیفۃ المسیح کے ٹریکٹ کے علاوہ حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب کے تازہ مضمون ' احمدیوں اور غیر احمدیوں میں فرق ' کا تامل میں ترجمہ ہو رہا ہے اور عنقریب ان مضامین کو سیلون میں شائع کیا جائے گا ؛

مسٹر ابو الحسن سیلونی جو آجکل قادیان میں ہیں اپنے ہموطنوں میں خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کر رہے ہیں - یہ نوجوان سعید فطرت ہے اور علاوہ انگریزی کے فرنچ بھی جانتا ہے امید کیجاتی ہے کہ انکی فرنچ دانی سے فائدہ اُٹھایا جائیگا ؛

یکم مارچ سے سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ سیلون نے احمدی بچوں کی تعلیم کے لئے احمدیہ سکول جاری کر دیا ہے ؛

**مالا بار :-** ہمارے مکرم دوست مسٹر احمد سکنہ کالی کٹ تحریر فرماتے ہیں کہ گورنمنٹ نے اُس رسالہ کو جو حال ہی میں غیر احمدیوں نے احمدیوں کے خلاف شائع کیا تھا ضبط کر لیا ہے اور جس پریس سے یہ رسالہ شائع ہوا تھا اُس سے ۵۰۰ روپیہ کی ضمانت طلب کی ہے رسالہ لکھنے والے پر مقدمہ چلایا جائیگا - جنوبی ہندوستان کے تمام اخبارات میں اس واقعہ کا ذکر ہوا ہے ؛

**نائیجیریا :-** سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ لیگوس جنوبی نائیجیریا تحریر فرماتے ہیں " ہم ہندی ہے

اپنا کام کرتے ہیں ہم کو دعیان اسلام کا انتظار ہے اُنکے آنے پر ہم یوروبا و انگریزی میں جنوبی نائیجیریا کے لیئے اور ہوسا و انگریزی میں شمالی نائیجیریا کے لیئے اخبار نکالینگے اور مسلمانوں میں عموماً احمدیوں میں خصوصاً تعلیم کی اشاعت کریں گے صدر انجمن کی شاخیں نائیجیریا کے مختلف علاقوں میں قائم کرینگے ۔ (انشاء اللہ) نائیجیریا احمدیت کے لیئے ہتھیار ہے یینے سنڈے سکول کھول رکھا ہے اسمیں جماعت کے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں اور احمدیت کا مطالعہ کرتے ہیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور ہمارا مودبانہ شکریہ پہنچا دیں۔ ہم مشکور ہیں کہ حضور نے ہماری بیعتیں قبول کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل کر لیا ذیل کا ریزولیوشن حضرت کے حضور پیش کر دیں" ریزولیوشن " احمدیان نائیجیریا اپنے قابل اور محترم بھائی عبد الحق کی وفات پر اظہار افسوس کرتے اور مرکزی انجمن قادیان و حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حضور مودبانہ اس نقصان پر ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں "

**متفرق** :۔ میرٹھ ۔ ڈیرہ غازیخاں ۔ انبالہ ۔ چگا بنگیال ۔ ملتان ۔ بنگہ ۔ روپڑ ۔ کلاسوالہ ۔ سیالکوٹ وغیرہ مقامات میں سلسلہ عالیہ کے تبلیغی جلسے ہوئے ۔ اور حضرات علمائے کرام مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب ۔ مولوی حافظ روشن علیصاحب ۔ میر قاسم علیصاحب ۔ میر محمد اسحق صاحب مولوی خلیل احمد صاحب ۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری ۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ۔ مولوی فضل ح چودھری فتح محمد صاحب اور شیخ محمد یوسف صاحب نے انمیں حصہ لیا ۔ اللہ تعالیٰ ان سفروں اور جلسوں کو بابرکت کرے ۔ باریسال بنگال میں بڑے احمدیہ جلسہ کی تیاری ہو رہی ہے ۔ عراق عرب ۔ ایران ۔ مصر ۔ مشرقی افریقہ ۔ اور آسٹریلیا ۔ ہانگ کانگ اور فرانس میں خدام سلسلہ اپنی کوششوں میں مصروف ہیں ۔ جماعت بصرہ و بوشہر نہایت چستی سے کام کر رہی ہیں ؛

## ریویو آف ریلیجنز

ہم نہایت مسرت سے اس امر کا اعلان کرتے ہیں کہ گورنمنٹ عالیہ نے ریویو انگریزی کے پبلشر سے جو ۵۰۰ روپیہ کی ضمانت طلب کی تھی اور جسکے باعث انگریزی ریویو کی اشاعت

انتقال :۔ [illegible]

میں تعویق واقع ہوئی تھی۔ اب سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ کی درخواست پر سرکار نے اُس حکم کو منسوخ فرمادیا ہے اور ریویو کو بدستور بلاضمانت شائع ہونے کی اجازت دیدی ہے۔ اسکے لیئے ہم اپنی مہربان اور محسن گورنمنٹ اور اُسکے قابل قائمقاموں کا شکریہ ادا کرتے ہیں +

## ہم کیوں وفادار ہیں؟

ریویو کی ضمانت کا سوال اور ہماری درخواست پر کمال انصاف پروری اور دانشمندی سے ہز آنر نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کا حکم اول کو منسوخ فرمانا ایک ایسا امر ہے جو جذبات وفاداری اور شکر گذاری کو تازہ کرتا اور حرکت میں لاتا ہے۔ ہم نے اس کثرت اور تواتر کے ساتھ گورنمنٹ کے احسانات کا اعادہ کیا ہے کہ ہمیں بعض حلقوں میں خوشامدی۔ جاسوس۔ گورنمنٹ کے آدمی کہکر پکارا گیا ہے اور بعض مقامات پر ہمارے آدمیوں کو نشانہ بندوق بنانے کی محض اسلیئے دھمکی دیگئی ہے کہ ہم جہاد اور ٹرکی کے خلاف ہیں اور گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ خلوص رکھتے ہیں۔ سیاسیات سے علیحدہ رہتے ہیں۔ لیکن باوجود اسکے ہم نے ہمیشہ اپنا رویہ وہی رکھا ہے جسپر ہمیں خدا کے برگزیدہ مسیح موعودؑ نے چلایا اور جسپر چلنے سے ہم نے خدا کے فضل اور گورنمنٹ کی انصاف پروری کے باعث ہمیشہ ایسے نتائج ملاحظہ کیئے ہیں۔ پس واضح رہے کہ ہم سرکار کے وفادار اور سچے دل سے وفادار ہیں اور وہ اسلیئے کہ (۱) مسیح موعودؑ نے اس گورنمنٹ کو محسن گورنمنٹ کہا ہمکو اطاعت کا حکم دیا اس حکومت کے دُکھ کو اپنا دُکھ اور سُکھ کو اپنا سُکھ کہا (۲) ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ یہ حکومت محسن ہے۔ منصف اور رعایا پرور ہے۔ لہٰذا ہم ایک بار پھر سرکار دولتمدار کو یقین دلاتے ہیں کہ احمدی جماعت گورنمنٹ کے انصاف اور احسان کا احساس رکھتی اور سرکار کی فتح کیلئے دست بدعا ہے +

## مسیح موعودؑ کی نبوتیں

جس طرح مسیح موعودؑ کی بعثت اور اُسکے متعلق پیشگوئیوں کے پورا ہونے سے حضرت سرورِ کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حیاۃ النبی ہونا ثابت ہوا۔ اسی طرح مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں آئے دن پوری ہوکر مسیح موعودؑ کا زندہ ہونا اور اُس تعلق خادمیت کے باعث جو آپکو حضرت خاتم النبیین سے ہے پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ ہونا ثابت کر رہی ہیں

اور ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ سہ ؎ آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمیں،
کا منظر سامنے آرہا ہے۔ نیز اس کثرت سے نشانات ظاہر ہو رہے ہیں اور مسیح موعودؑ کی نبوتیں
پوری ہو رہی ہیں کہ بقول حضرت مسیح موعودؑ اگر انکو ہزار نبیوں پر بھی تقسیم کر دیا جائے۔ تو
اُنسے اُنکی نبوّت ثابت ہو سکتی ہے۔

۴۔ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء کے ریویو اُردو میں حضرت مسیح موعودؑ کا مفصلہ ذیل الہام شائع ہوا تھا
غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون۔ ترجمہ۔ رومی
نزدیک کی سرزمین میں مغلوب ہونگے اور وہ مغلوب ہونے کے عنقریب بعد غالب ہونگے ۔

پھر ۲۔ جنوری سنہ ۱۹۰۸ء کے ریویو اُردو میں حضرت مسیح موعودؑ کا دوسرا الہام بدین الفاظ
شائع ہوا تھا وھم من بعد غلبھم سیُغلبون۔ ترجمہ۔ اور وہ اپنے غلبہ کے عنقریب بعد
مغلوب ہونگے ۔

یہ نبوّت شائع ہونیکے ۹ برس بعد سنہ ۱۹۱۲ء و سنہ ۱۹۱۳ء کے واقعات متعلقہ جنگ بلقان کی صورت
میں پوری ہوئی ترک مغلوب ہو کر شتلجہ پر پہنچکر پھر دوبارہ ادرنہ پر قابض ہوئے۔

اس نبوت کے پورا ہونے پر ریویو اُردو جولائی سنہ ۱۳ء اور انگریزی اگست سنہ ۱۳ء میں مفصل مضامین
نکلے اور انمیں دوسری نبوت کو صفائی کے ساتھ شائع کر دیا گیا (ملاحظہ ہوں نمبر ہائے ریویو مذکورۃ الصدر)

اب اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مطالعہ کرنیوالے دیکھیں کہ جس طرح اڈریانوپل کے سقوط اور دوبارہ فتح سے
پہلی نبوت پوری ہوئی اسی طرح (قسط) کی فتح جنرل ٹاؤن سینڈ اور اُسکے ساتھیوں کی گرفتاری سے
ترکوں کو پہلے نمایاں فتح اور غلبہ حاصل ہوا۔ مگر آخرش اڈریانوپل کے واقعہ سے چار سال بعد جیسا کہ
ہر دو الہامات میں بھی ۴ سال کا ہی وقفہ تھا) قُسط اور بغداد کے دوبارہ فتح ہو جانے اور انگریزی
ہاتھوں میں چلے جانے سے ترک غلبہ کے بعد مغلوب ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا کلام اپنے پورے جلال
کے ساتھ پورا ہوا۔ جس طرح ایشیا میں ترکوں کے غالب ہو کر مغلوب ہونے سے وھم من بعد غلبھم سیُغلبون
کی نبوت پوری ہوئی ہے اسی طرح یورپ میں زار رُوس کے تخت سلطنت سے علیحدہ کیئے جانے کے قید ہو جانے اور رُوس میں
جمہوریت کے قیام سے مسیح موعودؑ کی ایک اور نبوت کہ ع زار بھی ہوگا تو ہوگا اُس گھڑی با حال زار
پوری ہوئی۔ ہم ان پیشگوئیوں پر انشاء اللہ تفصیل سے لکھیں گے سردست ہم ان لوگوں کو جو واقعات ع

ع عالم کا مطالعہ کرنے والے ہیں اور حق سے پیار رکھتے ہیں توجہ دلاتے ہیں کہ وہ احمد نبی اللہ کی نبوتوں پر غور کریں اور جہنم سے بچنے کے لیے حقیقی اسلام پر ایمان لائیں ۔

کہ ریویو انگریزی کے لیئے جدید پبلشر کی طرف سے درخواست پیش کیجائے۔ چنانچہ درخواست پیش کی گئی۔ مگر موجودہ زمانہ کے پریس کے حالات کے ماتحت صاحب بہادر نے مناسب سمجھ کر پانسو روپے کی ضمانت پبلشر سے طلب کی۔ ہمیں ضمانت دینے میں کوئی عذر نہ تھا۔ مگر چونکہ ہمارے ملک کا رواج ہے کہ جن سے ضمانت طلب کی جاتی ہے انکو زیر عتاب سمجھا جاتا ہے اور سرزنش کے طور پر ضمانت لیجاتی ہے۔ دوئیم بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اس کا خاندان جیسا کہ ابتدا سے گورنمنٹ کا خیرخواہ و وفادار رہا ہے ایسے ہی یہ سلسلہ اور اس کا پرچہ ہر موقع پر گورنمنٹ کے خیرخواہ و جان نثار رہے ہیں۔ ان وجوہات کی بناء پہ گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں صاحب ضلع کی معرفت اپیل کی گئی۔ کہ اس حکم کو منسوخ کیا جاوے چنانچہ خدا کا شکر ہے کہ وہ اپیل منظور ہو کر ریویو بلا ضمانت شائع کرنے کا حکم صادر ہو گیا ہے۔ جس کے لیئے ہم ۔ ۔ ۔ جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب اور صاحب ضلع گورداسپور کے تہ دل سے شکرگذار ہیں*

اسی وجہ سے ریویو اُردو کی اشاعت فروری و مارچ میں تاخیر ہوئی اور ریویو انگریزی بابت ماہ فروری و مارچ اب تک شائع نہیں ہو سکا۔ جو انشاءاللہ اب چند روز تک شائع ہو جائیگا۔ خریداران ریویو مطلع رہیں۔

گذشتہ سہ ماہی میں ۷۰۳-۱۱-۹ کی کتابیں بمع فروخت قاعدہ بکیں۔ جسمیں سے ایک سو نو روپے پسنے نو آنہ کمشن ایجنٹوں کو دیا گیا۔ ۱۰عہ مولوی فصیح محمد صاحب چنگوی کی کتابوں کی فروخت کے مدرسہ احمدیہ کے بقایا خوراک ہیں انکے بیٹے کے حساب میں داخل ہوئے۔ اور ۲۲۶-۱۴-۹ قاعدہ کی فروخت کے مالک قاعدہ کو دیئے گئے۔ باقی ۳۶۱-۱۰-۳ داخل خزانہ صدر انجمن ہوئے*

دفتر ریویو کی دو مشینیں سلائی و کٹائی کی چونکہ اب بیکار تھیں۔ اور جو ۱۹۰۹ء میں دوسو اکیس روپے آٹھ آنہ پر خریدی تھیں۔ اسوقت ۲۸۱-۸ پر فروخت کیگئی ہیں۔ اور اس طرح پر جہاں ایک طرف اس صیغہ کی اسقدر منقولہ جائداد فروخت ہوئی وہاں دوسری طرف ۲۲۵ روپے کی جائداد منقولہ لائبریری میں مفت حاصل ہو کر ایزادی ہوئی۔ چونکہ حضرت

مولوی شیر علیصاحب اڈیٹر ریویو بحکم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کچھ عرصہ سے ترجمۃ القرآن کے کام پر مصروف ہیں۔ اسلیئے رسالہ ایڈٹ کرنے کا کام ماسٹر محمد الدین صاحب بی۔ اے اور یہ خاکسار سرانجام دے رہی ہیں۔ اس سلسلہ میں جناب مولوی ابوالہاشم خانصاحب ایم۔ اے بارِی سال کی خدمات بھی قابل شکریہ ہیں۔ جو ریویو انگریزی کے لیئے مضمون تیار کر کے روانہ کرتے رہتی ہیں اور ایسا ہی وہ احباب بھی قابل شکریہ ہیں جو ہمارا ہاتھ بٹاتے ہیں جناب چودھری فتح محمد صاحب ایم اے افسر صیغہ اشاعت اسلام شروع ماہ مارچ سے آنکھوں کے علاج کے واسطے علیگڈھ گئے ہوئے ہیں۔ اور انکی غیر حاضری میں یہ خاکسار کام کرتا ہے ؛

غیر ممالک میں ریویو انگریزی بھیجنے کی شروع سے یہ تجویز رہی تھی کہ دفتر ہذا سے مختلف ممالک کی لائبریریوں کے نام یا مختلف اشخاص کے نام ریویو بھیجا جاتا رہا ہے۔ مگر سال گذشتہ کے آخر یہ خیال کیا گیا کہ باوجود اسکے کہ اسقدر اخراجات ریویو کی چھپائی کاغذ اور ٹکٹوں وغیرہ کے برداشت کیئے جاتے ہیں مگر معلوم نہیں کہ کسقدر دلچسپی لیجاتی ہے۔ اسلیئے بہتر سمجھا گیا کہ سوائے معدودے چند پرچوں کے جنکے متعلق اطمینان ہو ان ممالک میں لنڈن کے احمدی مشنری کے ذریعہ تقسیم کیا جاوے۔ جس سے یہ فائدہ ہوگا۔ کہ علاوہ ریویو کے باہم بہت سے خط و کتابت بھی ہوسکے گی۔ اور رسالہ انہی لوگوں کو پہنچیگا جو دلچسپی لینگے۔ پس اس طرح پر انشاء اللہ ایک تو ریویو کی تقسیم میں مفید پہلو مدنظر رہیگا دوئم ریویو کے ذریعہ مشنری کا تعارف ان ممالک میں بڑھیگا ؛

عبدالرحیم
قائمقام افسر صیغہ اشاعت اسلام

Digitized by Khilafat Library


# ڈاکٹر کی ہدایت

باٹلی والا کی ایک ایک گرین کونین کی گولیاں قیمت یکصد گولی ۱۲ر باٹلی والا کی دو دو گرین کی گولیاں قیمت یکصد گولی عہ ر باٹلی والا کا عرق جو روزانہ بخار۔ موسمی بخار اور زکام کیلئے مفید ہے قیمت عہ ر باٹلی والا کی مقوی گولیاں جو چہرہ کی زردی ضعف اعصاب وغیرہ کو مفید ہیں قیمت عہ ر باٹلی والا کا دانتوں کا منجن نہایت مفید قیمت ۴ ر باٹلی والا کا داد کا مرہم جو پھوڑے پھنسیوں کے لئے مفید ہے قیمت ۴ ر تمام بڑے بڑے دوا فروشوں کے یا ذیل پتہ سے مل سکتی ہیں

Dr H. D. Batli wala and sons Worly Bombay


(باہتمام بھائی بہادر سنگھ مینیجر و پرنٹر وزیر ہند پریس امرتسر میں شیخ محمد نصیب پبلشر ریویو آف ریلیجنز قادیان [illegible])

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ۔ لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

# ریویو آف ریلیجنز

## یعنی

## دنیا کے مذاہب پر نظر


جلد ۱۶ — نمبر ۳

چندہ سالانہ ۵

بابت ماہ مارچ ۱۹۱۷ء

مطابق جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ

قیمت فی پرچہ ۸/


## فہرست مضامین


تناسخ یا آواگون ۸۱–۱۰۴

احمدیوں اور غیر احمدیوں میں فرق ۱۰۵–۱۱۴

اخبار احمدیہ ۱۱۴–۱۱۸

ریویو آف ریلیجنز ۱۱۸–۱۱۹

مسیح موعودؑ کی بوتیں ۔ ۱۱۹–۱۲۰

رپورٹ صیغہ اشاعت اسلام ۔ ٹائیٹل صفحہ ا ۔ ب ۔ ج


Digitized by Khilafat Library

# رپورٹ صیغہ اشاعت اسلام بابت

## ماہ مارچ ۱۹۱۷ء

اس صیغہ کی پوری پوری آمد و خرچ کا حال دفتر محاسب سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اسوقت تک گوشوارہ بابت ماہ مارچ ۱۹۱۷ء ریویو میں چھپنے کو پہنچا نہیں کہ پتہ لگ سکے۔ اس ماہ ۲۸ نئے خریدار آئے اور چار بند ہوئے۔ ذیل کے احباب نے ریویو کی اعانت مندرجہ ذیل طریق سے فرمائی۔ (۱) جناب خانصاحب نواب محمد علیخان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ نے انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجنز اینڈ اتھیکس کی پانچ جلدیں اول تا پنجم قیمتی ایکسو پانچ روپے اور سٹینڈرڈ ڈکشنری کی چار جلدیں قیمتی ایک سو بیس روپے لائبریری ریویو آف ریلیجنز کے لیئے بطور عطیہ مرحمت فرما دیں۔ اور اس طرح پر ریویو کی لائبریری میں یہ قیمتی اور نایاب کتابیں داخل فرما کر لائبریری کو رونق بخشی۔ اول الذکر کتاب کی اول پانچ جلدوں کی لائبریری میں اسوجہ سے کمی ہو گئی تھی۔ کہ مولوی محمد علی صاحب دیگر کتب لائبریری کے ساتھ یہ جلدیں بھی مستعار لے گئے تھے جو انہوں نے باوجود سخت مطالبہ کے واپس نہ کیں۔ اور حضرت نواب صاحب نے اپنی طرف سے عطیہ دیکر اس نقص کو پورا فرمایا جزاہ اللہ خیرا۔ (۲) میاں مہرالدین و کرم الدین صاحبان گارڈز روم لالہ موسیٰ نے سات روپے اعانت ریویو کے لیئے عطا کیئے۔ اور ایک خریدار ریویو کا چندہ بخشا۔ (۳) مولوی محمد عبداللہ صاحب محکمہ نہر سرگودہ سے دو خریدار۔ بابو برکت علی صاحب شملوی دو۔ منشی محمد تقی صاحب مدرس سنور ۲۔ مولوی رحمت اللہ صاحب سنگرور ڈو۔ ماسٹر رحیم بخش صاحب مدرس ٹانڈہ ضلع ہوشیار پور ایک۔ بابو عبدالکریم صاحب ملازم ریلوے پریس ایک۔ مولوی احمد حسن صاحب۔ مدرس گبھرہ ضلع مظفر نگر ایک۔ خریدار ریویو عطا فرماتے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزا۔

اس ماہ میں محض خدا کے فضل و کرم سے ایک امر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خوشی کا باعث ظہور میں آیا اسلیئے ہم اول اللہ کریم کا پھر اپنی محسن گورنمنٹ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ماہ فروری ۱۹۱۷ء میں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور نے حکم بھیجا